SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, November 18, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty two minutes past ten in the morning , with Mr. Chairman (Mr Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

قل ا ن کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفرلکم

ذنوبکم والله غفور رحیم O قل اطیعوا الله والرسول فان

تولوا فان الله لا یحب الکٰفرین O

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

POINTS OF ORDER

جناب چیئرمین۔ چوہدری اعتزاز احسن ' on a point of order.

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین! آپ ملاحظہ فرمائیں ، سیشن کو on off, on off

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, November 18, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty two minutes past ten in the morning, with Mr. Chairman (Mr Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ا ن كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله و يغفرلكم
ذنوبكم والله غفور رحيم O قل اطيعوا الله والرسول فان
تولوا فان الله لا يحب الكُفرين O

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

POINTS OF ORDER

جناب چیئرمین- چوہدری اعتزاز احسن ' on a point of order.

چوہدری اعتزاز احسن- جناب چیئرمین! آپ ملاحظہ فرمائیں ، سیشن کو on off, on off

بلانے کی اور بہت ساری قباحتیں ہیں۔ یہ قباحت بھی غالباً" اسی وجہ سے آئی ہے کہ ایوان کا ایک گھنٹے کاسوالوں کا بہت اہم دورانیہ ہوتا ہے۔ شاید ، آپ کے دفتر کو بہتر علم ہوگا ، اسی وجہ سے اس مرتبہ اس سیشن میں سوالوں کا وقفہ ایجنڈے کا حصہ ہی نہیں بن سکا۔

جناب چیئرمین۔ صحیح بات ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ پچھلے سوال سیشن کے ساتھ lapse کرگئے اور نئے سوالوں کے لئے اس دوران چودہ دن کا دورانیہ ہی نہیں تھا کہ وہ آ سکتے۔ یہ ان کو وقت کی ایک اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے کہ سیشن آج prorogue کرو ، چار دن بعد پھر سیشن بلا لو اور یہ وزرا اہم سوالوں سے قطعی طور پر مستثنیٰ ہو جائیں۔ میں اس پر اپوزیشن کی جانب سے شدید احتجاج کرنا چاہتا ہوں۔ ایوان کی جو اصل حیثیت اور حیثیت ہے، جو اس کی کارروائی کی روح ہے، بنیادی طور پر وہ قانون سازی کے علاوہ وقفہ سوالات ہے۔ اگر وقفہ سوالات کے لئے جو ایک گھنٹے کا دورانیہ رولز کے تحت مختص ہے ، ان کی کارکردگی پر سوالات کرنے کا اور ان سے جوابات حاصل کرنے کا ، وہ ہی نہ ہو تو یہ کیا سیشن ہے اور کیا کارروائی ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے صحیح فرمایا کہ چونکہ وقت کم تھا لیکن اس کے باوجود I will try and cut it short کہ آئندہ جتنی جلدی ہو سکے یہ شروع کیا جائے۔ وزیر صاحب آپ اگلی آئٹم پیش کریں۔

MOTION RE: Suspension of Question Hour.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! مجھے فاضل ممبر کے ارشادات سے اتفاق ہے لیکن بعض دفعہ مخصوص حالات میں کچھ ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ وقفہ سوالات وقت پر ہوگا۔

Sir, I beg to move, under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that requirement of Rule 38 regarding the question hour, be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Muhammad Yasin Khan Watto, under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the

Senate, 1988 that the requirement of Rule 38 regarding the question hour be dispensed with.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The motion is adopted.

سید قائم علی شاہ- جناب چیئرمین! یہ روایات کے رولز relaxکئے جائیں 'بار بار اس طرح سے یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جی صحیح بات ہے لیکن مجبوری ہے۔ وہ جس طرح اعتزاز احسن صاحب نے فرمایا۔

سید قائم علی شاہ- جناب آپ نے تو رولنگ دے دی کہ صحیح بات ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں میں نے یہ کہا ہے کہ آپ کی بات صحیح ہے کہ نہیں ہونا چاہیئے لیکن آج مجبوری جو بیان کی اعتزاز احسن صاحب نے، میں نے کہا کہ آپ کی بات صحیح ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔

سید قائم علی شاہ- ایک طرف تو Question Hour کو بھی ختم کیا ہے۔

جناب چیئرمین، میں نے کہا کہ آپ کی بات صحیح ہے۔

سید قائم علی شاہ- پھر رولز کو suspend کرنے کا کوئی نوٹس بھی نہیں ہے۔ یہ legislation آج ہمیں ملی ہے جو important legislation ہے اور میں سچ مچ ابھی پڑھ رہا ہوں۔ اچھی طرح سے ابھی پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ پڑھ لیں in the meantime میں leave applications پڑھ دوں۔

سید قائم علی شاہ- میں عرض کرتا ہوں کہ ان کو جواب دینا چاہیئے۔ آپ تو مہربان ہیں۔ آپ تو انصاف کے پیکر ہیں۔

جناب چیئرمین، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ پڑھ لیں in the meantime leave

applications جو formal کارروائی ہے وہ تو ختم کر لوں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ مس فضہ جونیجو صاحبہ نے ناسازی طبع کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We have received a message from the National Assembly which reads as follows.

In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992, I have the honour to inform that the National Assembly has passed the Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997 on the 18th November, 1997. A copy of the Bill as passed by the National Assembly has been transmitted to this House.

Next item is item No. 2 - Khalid Anwar Sahib. Item No. 2 is laying on the table, certain Ordinances.

وہ پڑھ دیں جی۔ وٹو صاحب آپ پڑھ دیں۔

LAYING OF THE ORDINANCES:

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I beg to lay before the Senate, the following Ordinances as required by Clause (2) of Article 89 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan :-

1. The National Highways Safety Ordinance, 1997 (LIII of 1997).
2. The Banking Companies (Second Amendment) Ordinance, 1997 (LIV of 1997).

Mr. Chairman: The Ordinances stand laid under Clause (2) of Article 89 of the Constitution.

جی صفدر عباسی صاحب پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے آپ کا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب میں پہلے بھی آپ کی توجہ اس طرف دلا چکا ہوں کہ ان Ordinances کے بارے میں لمبی چوڑی تقریریں سنا کرتے تھے کہ یہ Ordinances pass نہیں ہونے چاہئیں اور Ordinances enact نہیں ہونے چاہئیں۔ حکومت یا گورنمنٹ جب اپوزیشن سائڈ پر بیٹھی تھی تو لمبی چوڑی تقریریں ہوتی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان Ordinancesکے مسئلے پر سینٹ کے کئی کئی گھنٹے استعمال کئے گئے اس وقت کی حکومت کو یہ کہنے کے لئے کہ جی آپ Ordinances کیوں enact کرتے ہیں۔ یہ حکومت آئی تو انہوں نے سوچا کہ ہمارے پاس majority ہے' اس majority کے ذریعے جو چاہے ہم بل پاس کر لیں گے۔ لیکن اب مجھے لگ رہا ہے کہ پتہ نہیں وہ میجارٹی وجارٹی کیا کچھ ہوتی جا رہی ہے یا ان کو کوئی خوف لگ گیا ہے یا ان کو کوئی ڈر لگ رہا ہے کہ جی ہم بلز پاس نہیں کرا سکتے ۔ جناب یہ کم از کم پچھلے چار دن میں' میں پہلے بھی آپ کی توجہ دلا چکا تھا اور اب بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ مزید دو Ordinances اس حکومت کی جانب سے سینٹ میں پیش کئے گئے ہیں ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی ۔ جی وٹو صاحب فرمایئے ۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ ہم واقعی Ordinances کی مخالفت کرتے رہے ہیں اور Ordinance جاری کرنا عام حالات میں مناسب نہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اس کے مطابق عمل بھی کیا ہے۔ انہوں نے 85 آرڈیننس جاری کئے اور اگر سارے repeat کرنے والے دیکھیں جائیں تو 200 Ordinances جاری کئے ہیں۔

ہم نے تقریباً نو' دس مہینوں میں اس وقت تک صرف چھ Ordinances جاری کئے ہیں اور وہ بھی بڑی مجبوری کی صورت میں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم نے اصولی طور پر اس بات پر عمل کیا ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ Next item is item No. 3.

MOTION RE: SUSPENSION OF RULE 110

Mian Muhammad Yaseen Khan Wattoo: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the

Senate 1988, the requirement of Rule 110 of the said Rules in respect of the Bill to amend the Contempt of Court Act, 1976 [The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997], be dispensed with.

Mian Raza Rabbani: Opposed.

Mr. Chairman: It is opposed.

کچھ کہنا چاہیں گے آپ۔ جی رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! it is most unfortunate کہ یہ اس حکومت کا ایک regular feature بن چکا ہے کہ جب بھی legislation کرنی ہو تو تمام قواعد اور ضوابط کو suspend کیا جاتا ہے اور اس کے بعد legislation کی جاتی ہے۔ اس سے جو آج کل down sizing کے بعد ایک اور بڑا catch word بنا ہوا ہے، supremacy of Parliament اس کا concept بالکل پاش پاش ہوجاتا ہے کیونکہ concept of supremacy of Parliament یہ ہے کہ اس کے اندر جو بھی قانون آئے وہ پہلے کمیٹی کے پاس جائے، کمیٹی اس کو deliberate کرے، کیونکہ کمیٹی کے اندر جو ممبر بیٹھے ہوتے ہیں ان کی زیادہ تر partisan approach نہیں ہوتی اور وہاں پر ایک input بل کے اندر آتی ہے اس کے بعد کمیٹی کی رپورٹ آتی ہے اور پھر بل پر threadbare discussion ہوتی ہے، اپوزیشن کو opportunity ملتی ہے کہ وہ amendments move کرسکیں اور اس کے بعد بل پاس کیا جاتا ہے۔ یہاں پر mandate کے بل بوتے پر one party fascism کو growth دیتے ہوئے تمام کی تمام legislation کو bulldoze کیا جاتا ہے۔ جناب یہاں پر میں آپ سے گزارش کروں گا کہ چیئر کے اوپر جب ایک ایسی صورتحال پیدا ہوجائے کہ --- ہر بل آپ دیکھ لیں، چاہے وہ Constitutional Amendment Bill 13th تھا یا Constitutional Amendment Bill 14th تھا یا Judges کا بل تھا یا اس سے پہلے جتنے بل تھے تمام Terrorist Act کا بل تھا، احتساب کا بل تھا، Services Tribunal کا بل تھا، تمام کے تمام بلوں کے اندر جو rules ہیں ان کو suspend کیا گیا۔ یہاں پر چیئر کے اوپر ایک خاص responsibility آتی ہے کہ وہ اس بات کو دیکھے کہ جب حکومت وقت اس بات کو اپنا daily order of the day بنالے یا practice بنا لے کہ جناب ہر

legislation کے لئے bulldozing ہوتی ہے تو اس کو اپنی discretion جو ہے وہ application of conscious mind کرکے کرتا ہے۔

and I would say, sir, that you are very well aware and conscious of this because I have here with me a debate of February , the 1st, 1994 in which Mr. Sartaj Aziz, he was then in the Opposition, sought for a suspension of the Rules for moving a resolution against an ordinance during a Presidential debate. Apart from giving a ruling on the matter, I had at that time also raised a point of order that during the pendency of the debate on the President's Address , the Rules cannot be suspended and a Resolution cannot be moved. So, apart from a detailed ruling which came on the 31st . On the first you were pleased to observe and I will just read out three or four lines which means that you were conscious of what I have just stated and I would urge you most respectfully to kindly apply what you are conscious of and stop this practice where you had said, sir." You see the Chairman consent in my opinion would be conditioned by the following factors:

"He has to see whether there is any genuine difficulty which does not permit the member to move that motion, that is without the suspension of rules, whether there is any inconsistency, otherwise it is necessary and there is a difficulty in the way of the member to move that motion and whether the motion itself is of a nature which, in the opinion of the Chairman, ought to be allowed to be moved in the circumstances of a case. These are the conditions, so, I have come to the conclusion that", and then you go on that yes.

جناب چیئرمین: یہ مجھے دیں۔

Mian Raza Rabbani: I will give this to the secretariat. I would most humbly submit that you yourself even in 1994 were conscious of the

parameters under which your discretion is to be used. Here, I have cited before you at least ten laws in which the rules have been suspended by the Government. It has become an order of the day of the Government to suspend the rules. Even in the present case, if we confine ourselves to the present case also on the touch stone of what you have laid down, first of all, what is the inconsistency, you had asked, what is the inconsistency under which the rules are required to be suspended. Secondly, what is the urgency in the matter. What is the urgency that till 1.30 last night and early this morning the National Assembly had to sit to pass this law that today the rules are being suspended in the Senate to pass this law. What is the urgency involved, what matters of state are going to come to a grinding halt that the government requires for a suspension of these rules. So, sir, I would most humbly submit that on the basis of what you yourself have stated, you would kindly not give permission to the Government to move this motion, for the simple reason that this has now become a matter of routine.

جناب چیئرمین - آپ کے خیال میں کوئی difficulty نہیں ہے ، کوئی inconsistency نہیں ہے -

Mian Raza Rabbani: Yes.

جناب چیئرمین - جی میاں یسین خان وٹو صاحب ، would you like to say something in response. جناب ڈاکٹر عباسی صاحب پہلے مجھے انہیں سننے دیں - On these matters, general debate is not allowed.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, Rule 236; it reads as follows:

'whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules', they have objection that no inconsistency or difficulty has arisen

but there is another item also which has to be taken into consideration , 'or is otherwise considered necessary, any member may move, with the consent of the Chairman that any rule may be suspended in application to a particular motion'.

Sir, I submit that a situation has arisen because of the peculiar circumstances we are passing through, it is necessary to pass this Bill.

Mian Raza Rabbani: Sir, there are no such peculiar circumstances.

(interruption)

Mr. Chairman: For reasons to be recorded later on, I am allowing the Minister to move this motion. So, I read the motion before the House.

"It has been moved by Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo, Minister for Parliamentary Affairs that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 110 of the said rules in respect of the Bill to amend the Contempt of Court Act, 1976 [The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997], be dispensed with.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The rule stands suspended. Item No. 4.

BILL RE: The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I move that the Bill to amend the Contempt of Court Act, 1976 [The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mian Raza Rabbani: Opposed.

جناب چیئرمین: جی مختصر فرمائیے وٹو صاحب یہ کیا بل ہے؟ کس چیز کے لئے ہے؟ اس کے objectives کیا ہیں؟

میاں محمد یاسین خان وٹو: جناب والا------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کو موقع ملے گا اظہار خیال کا۔ جی فرمائیے objectives کیا ہیں۔ ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب آپ جذباتی ہو جاتے ہیں۔ May I remind you, you should not cast any aspersion on the Chair. This is against Parliamentary traditions. It is against the rules, it is against Parliamentary etiquettes, please میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ آپ زیادہ جذباتی نہ ہوا کریں۔

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Mr. Chairman, I will request the Leader of the Opposition to kindly control the members. If some body has to say , kindly say it yourself. They should have addressed the Chair properly.

جناب چیئرمین: صفدر صاحب آپ جب جذباتی نہیں ہوتے تو بڑی اچھی تقریر کرتے ہیں۔ when you are not so emotional you make very good speech. جی اعتزاز صاحب حاجی صاحب please تشریف رکھیں۔ میں دیکھ لوں گا ۔ آرام سے دیکھ لوں گا۔ Please آپ بیٹھیں۔ایک منٹ بیٹھیں اعتزاز صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ایک منٹ پہلے اعتزاز احسن صاحب۔ please you are not suppose to speak unless I permit you, آفتاب شیخ صاحب please please تشریف رکھیئے۔ جی اعتزاز احسن صاحب فرمائیے۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کیونکہ جناب محترم قائد ایوان، جیسے میں بھی پہلے تھا، وزیر اعظم کی عدم موجودگی میں قائدایوان ہوتے ہیں۔ اس کے قائد ایوان وزیر اعظم بھی یہاں موجود ہیں بہرحال جناب راجہ ظفرالحق صاحب نے یہ اٹھ کے مجھ سے اپیل کی کہ میں کچھ، ان کے مطابق اپنے ممبران کو control کروں۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپوزیشن کے اراکین اس وقت کتنی خاموشی سے سارے ہاؤس کی اور میری بات سن رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! بجائے یہ کہ

حکومتی اراکین اس بات پر، کیوں کہ میں بھی اب Leader of the Opposition ہوں۔ وہ بھی عمل کریں مگر یہ نہیں کہ جو مرضی سلوک کریں۔ جب راجہ ظفرالحق صاحب اٹھتے ہیں یہ ایک واقعہ نہیں بتا سکتے کہ ہم اس طرح ان کی بھپتی اڑاتے ہوں ۔ ٹھیک ہے باقی کسی ممبر کی کچھ اڑا لیتے ہوں گے۔ ہم نے یہ ریت نہیں ڈالی۔ راجہ صاحب اٹھے ۔ میں ان کے کہنے پہ ان کے ارشاد پہ خود اٹھا ہوں تا کہ میں اس بارے میں صرف دو منٹ کی گزارشات کروں اور مجھے یہ دکھ ہوتا ہے ۔ جب حکومتی اراکین صرف وزیراعظم کو، اپنے قائد کو ان پہ ایک اثر ڈالنے کے لئے پیچھے سے میری بھپتی اڑاتے ہیں۔ یہ دکھ کی بات ہے۔ ان کے کوئی نمبر نہیں بنیں گے۔ بلکہ جو لوگ وزیراعظم کو محترم وزیراعظم کو جن کے پاس دو تہائی کی اکثریت ہے اس ہاؤس میں بھی اور قومی اسمبلی میں بھی اور ان کو جو مشورے دے رہے ہیں اس پر مجھے رنج ہوتا ہے۔ مجھے دکھ ہوتا ہے خدا کی قسم ان کو ایک کھائی کی طرف وہ لے کے جا رہے ہیں۔ان کو آگ اورسمندر کی طرف لے کے جا رہے ہیں۔ یہ باتیں کوئی نہیں ہوتیں۔ وہاں کوئی بچانے والا ان کو نہیں ہے۔ جس طرف ان کے مشیر ان کو لے کے جا رہے ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے جناب چیئرمین ہمارے ممبران کا کچھ انگیخت ہونے کا۔ جناب چیئرمین ذرا یہ بھی دیکھیے ہر مرتبہ اس بجٹ کے بعد کا دیکھ لیں، میں دہرانا نہیں چاہتا، کل اقبال حیدر صاحب نے تفصیل سے بتایا ۔ ایک session بھی ایسا نہیں ہوا جو ہنگامی انداز سے نہ ہو۔ میں وزیراعظم سے اپیل کرتا ہوں۔ جناب وزیراعظم آپ کی حکومت ہے۔ دوتہائی آپ کے ساتھ اکثریت ہے آپ کیوں ان ایوانوں کو فٹ بال کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ آپ جمعے کو کہتے ہیں کہ جاؤ برخاست ہوئے اور سوموار کو، پیر کو واپس ہمیں بلا لیتے ہیں۔ہمارے اور بھی کام ہیں۔ ہمیں اور بھی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ جناب وزیراعظم! صرف آپ کی حکومت کو بچانا ہمارا کام نہیں۔ آپ کی حکومت کو بچانے کے لئے آپ میں خود صلاحیت ہونی چاہئیے۔ خدا را! آپ کے مشیروں میں خود اتنی دانست ہونی چاہئیے۔ اتنی ان میں فہم و فراست ہونی چاہئیے کہ آپ کی حکومت کو بچا سکیں۔ہر وقت ان ہاؤسز کو آگے کرکے ،اگلے مورچوں پہ پارلیمنٹ کو لڑا کر آپ کہتے ہیں کہ آپ کو پارلیمان کی بالادستی عزیز ہے ۔اگلے مورچوں پہ اسفند یار ولی کو لڑا کر آپ کہتے ہیں کہ آپ کو پارلیمان کی بالادستی عزیز ہے ۔حضور محترم ،آپ بیٹھے ہیں۔آپ سن رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے مودبانہ اور گڑگڑا کر جناب وزیر اعظم کو

درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح ہاؤسز کو اپنے گھر کی لونڈی نہ سمجھیں ۔ جمعے کو ہم واپس گئے ہیں ۔جناب چیئرمین! اتوار کو ہم نے ٹی وی پر دیکھا کہ جناب ہمیں واپس بلایا گیا ہے ۔ کس لئے بلایا گیا کہ وزیر اعظم بلا رہے ہیں۔ آپ تو ایک منتخب وزیر اعظم ہیں۔ آپ بادشاہوں کی طرح تو نہیں رہتے ، کوئی مغلیہ دور تو نہیں ہے کہ جب چاہے وزیروں کو، مشیروں کو بھیج دیا۔برخاست کیا اور جب چاہے بلا لیا اس طرح جیسے راجہ جے پور اور پٹیالے کے جاگیرداروں کو اور ہر ایک کو اکبر بادشاہ نے بلا لیا۔۔۔

جناب چیئرمین۔ راجہ جے پور کی پارلیمنٹ کوئی نہیں تھی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔جناب اسی طرح بلاتے تھے ۔ اکبر بادشاہ اسی طرح کا سلوک کرتا تھا اور کر سکتا تھا۔ خدا کے واسطے یہ پارلیمان ہے ۔ ہم سب منتخب ہیں ۔ جناب چیئرمین ! جب وزیر اعظم بیٹھے ہوں تو میں بیک بینچز کو درخواست کروں گا کہ خدا را آپ اپنے جذبات پر تھوڑا سا کنٹرول رکھیں ۔ میں آپ کے لیڈر سے گفتگو کر رہا ہوں اور چیئرمین صاحب کی وساطت سے کر رہا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سمجھیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سسٹم بچے ، میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کی حکومت بچی رہے اور یہ چلے۔ آج بھی میں چاہتا ہوں، آج بھی میں برملا کہتا ہوں کہ ان کی حکومت پانچ سال مکمل کرے۔ کیوں ہم چاہتے ہیں تاکہ یہ سسٹم بچا رہے ۔اگر آپ ہی اپنی حکومت اور اس سارے سسٹم کے اتنے دشمن بن گئے ہیں تو آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ عدالتوں سے جھگڑا کریں گے تو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ایوان کو جھگڑے میں ڈال دیں گے تو کوئی نہیں بچا سکے گا۔خدارا آج بھی نظرثانی کریں۔اگر ہماری طرف سے کچھ دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر وقت رولز سسپنڈ ہوتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین۔ وہ بات ختم ہو گئی ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں ختم کرنا چاہ رہا ہوں ۔۔۔۔

(مداخلت)

چوہدری اعتزاز احسن۔ ایک دن کے نوٹس پر اجلاس بلایا جاتا ہے اور دوسرے دن سے تمام ضوابط معطل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ تمام قوانین معطل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اور جناب وزیر اعظم جو حکومت قوانین اور ضوابط کا اس قدر احترام نہیں کر سکتی کہ

ضابطوں میں اجلاس کے لئے بھی ایک مناسب نوٹس پیریڈ ہے ۔ ضابطوں میں قانون سازی کے لئے بھی ایک مناسب نوٹس پیریڈ ہے ۔ضابطوں میں کمیٹیاں ہیں۔ اس کو آپ کمیٹی کے پاس بھیجیں ۔خدا کے واسطے کوئی رول سسپنڈ نہ کریں۔ہر مرتبہ وزیر اعظم صاحب بیٹھے ہوتے ہیں اور قوانین اور ضوابط معطل ہو رہے ہوتے ہیں ۔آپ کا کون احترام کرے گا ۔ کیا عدالتیں ان قوانین کا احترام کریں گی ؛ جو ضوابط کار کو معطل کرکے بنائے جاتے ہیں۔ کیا لوگ ان قوانین کا احترام کریں گے ۔ کیا بار ایسوسی ایشنز ان قوانین کا احترام کریں گی۔خدا کی قسم خیبر سے لیکر کراچی تک وکلاء اس ملک کے محب وطن ہیں۔وہ قانون کی پاسداری اور عمل داری چاہتے ہیں۔وہ یہ چاہتے ہیں کہ عدالتوں میں بھی اگر قانون کی حکمرانی ہو تو پارلیمان میں قوانین اور ضوابط کی حکمرانی ہو ، یہاں اگر پائمال ہوں گے تو وہاں بھی پائمال ہوں گے ۔بار ایسوسی ایشنز بھی آپ کے خلاف باہر آ جائیں گی اور " ججز جنرل " میں ایک کیس کی بات نہیں کر رہا، ان کے اندر بھی یہ تحریک پیدا ہو گی کہ یہ کیا حکومتیں ہیں ۔ کیا پارلیمان ہے ۔خدا کے واسطے پھونک پھونک کر قدم رکھیں ۔ خدا کے واسطے اپنے مشیروں کی باتیں سننا چھوڑ دیں۔خدا کے واسطے confrontation کی پالیسی سے احتراز کریں ۔خدا کے واسطے عدلیہ کی آزادی اور خود مختاری کا احترام کریں۔خدا کے واسطے اپنی حکومت کو بچائیں۔خدا کے واسطے اس سسٹم کو بچائیں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب میاں یاسین خان وٹو صاحب۔

میاں محمد یسین خان وٹو ۔ جناب والا! جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپس میں مشورہ کرلیا کرو اور اسی مشورے کے طور پر یہ مجلس شوریٰ ہے ۔ جب بھی کبھی اہم قومی مسئلہ آتا ہے تو اس قوم کی مجلس شوریٰ کو طلب کیا جاتا ہے ۔ یہ تو بلکہ ایسی روایت ہے جسے حزب اختلاف کو appreciate کرنا چاہئیے کہ جب بھی کوئی اہم مسئلہ ہو تو قوم کے سب سے بڑے ادارے کو، سب سے بڑی legislator مجلس شوریٰ کو ، پارلیمنٹ کو بلایا جاتا ہے اور اگر پارلیمنٹ کو بلایا جانا قابل اعتراض ٹھہرے ، تو مجھے بتائیے کہ اس سے اچھا کام اور کونسا سا ہو سکتا ہے ۔ ۔

جناب چیئرمین۔بل کے مقاصد آپ بیان کریں کہ کیا ہیں ؟

میاں محمد یسین خان وٹو ۔ لیکن جناب اب میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا

اعتراض اس حد تک بجا ہے کہ بعض دفعہ ضروری معاملات میں رولز کو معطل کرنا پڑ تا ہے ۔ ـــــ

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔بل کے objectives کیا ہیں ؛ مقاصد کیا ہیں وہ بیان کریں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جی میں ابھی عرض کرنے لگا ہوں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ صدر عباسی صاحب پلیز --- پلیز معزز منسٹر کو بات کرنے دیں ۔ پلیز ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں جناب کہ جو اعتراض کرے اسے یہ حوصلہ بھی ہونا چاہئیے کہ جب اس کی بات کا جواب دیا جائے تو اس کو بھی پورے احترام کے ساتھ سنے ۔

جناب چیئرمین ۔ صدر عباسی صاحب ' please no cross talk, please no cross talk.

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب چیئرمین ! دنیا کے قانون اور فقہ کا ایک مسلمہ قانون یہ ہے کہ تمام ان لوگوں کو جن کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے کم از کم ایک اپیل کا حق دیا جاتا ہے۔ یہ تمام دنیا کی' تمام مہذب دنیا کی فقہ میں بھی ہے لیکن خاص طور پر ہمارے دین اسلام میں یہ اصول ہے۔ ہماری سپریم کورٹ نے بھی کہا ہے کہ ہرشخص کو ایک right of appeal ہو گا ۔ شریعت کورٹ نے بھی کہا ہے کہ ہر ایک شخص کو ایک right of appeal ہوگا ۔ اور جناب والا! اسلامک آئیڈیالوجی کونسل نے بھی یہی کہا ہے اور یہی ہر جگہ پر ہے ۔ اس قانون کے تحت جو ہم amend کر رہے ہیں جناب باقی سب لوگوں کو جنہیں ہائیکورٹ سزا دے ان کو اپیل کا حق ہے لیکن جنہیں سپریم کورٹ سزا دے انہیں اپیل کا کوئی حق نہیں۔ وہ اپیل کا حق ہونا چاہیے ۔ ہائیکورٹ میں جب جناب سنگل بنچ فیصلہ کرتا ہے تو عدالت کے اندر ہی intra court appeal ہوتی ہے ۔ دو ججز کے پاس' تو جب دو جج فیصلہ کریں تو سپریم کورٹ کے پاس اپیل ہوتی ہے ۔ لیکن اگر سپریم کورٹ فیصلہ کرے' اگر کسی کے خلاف contempt of court کا ' تو کوئی اپیل کا حق نہیں ۔ یہ اپیل کا حق ہونا چاہئیے۔ ہمیں تو یہ توقع تھی چونکہ ہم ایک ایسا کام

کر رہے ہیں جو مجموعی طور پر ملک کے قانون کے لئے اور ہر لحاظ سے اہم ہے۔ جس کی ضرورت ہے جو مفاد عامہ میں ہے ۔ ہمیں توقع تھی کہ حزب اختلاف کی طرف سے اس بات کو appreciate کیا جائے گا لیکن--- جناب والا! جمہوریت کی روح ایک یہ بھی ہے کہ جہاں حقیقتیں ہوں اچھائیاں ہوں وہاں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیجئے ۔ اختلاف کیجئے ہماری پالیسیوں پر ، چونکہ آپ کو اس چیز کا حق ہے ۔ میرے فاضل دوست یہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب اپنے مشیروں سے مشورہ نہ کریں تو پھر ان کے ساتھ مشورہ کریں ۔ مشورہ کرنا تو اچھی بات ہے۔ مشورے سے روکنا تو کوئی اچھی بات نہیں ہے ۔میں یہ جناب عرض کروں گا آپ کی اجازت سے اور سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے PLD 1989 SC Page-6 اس میں سپریم کورٹ نے یہ فرمایا ہے

Provisions of Section 133 Pakistan Army Act, Section 162 of the Pakistan Air Force Act and Section 140 of the Pakistan Navy Ordinance. Denying right of appeal to an aggrieved person were repugnant to the injunctions of Islam, necessary amendments were ordered to be carried out in these provisions as per direction of Court by the specified date.

پھر ہے جناب Administration of Justice. Barring the right of appeal is against the injunctions of Islam. تو ہم ایک ایسی چیز کر رہے ہیں جناب جس کا اسلام میں بھی حکم ہے کہ اپیل کا حق دیں ۔ آپ کے علم میں ہے جناب والا! کہ کئی قوانین کے بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے یا سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ یہاں رائٹ آف اپیل نہیں ہے ۔ رائٹ آف اپیل دیا جائے جس طرح اس کیس میں بھی کہا کہ قانون میں ترمیم کی جائے۔ چنانچہ کئی قوانین میں اسی فاضل ایوان نے اسی پارلیمنٹ نے اس وجہ سے ترمیم کی ہے اور رائٹ آف اپیل دیا ہے کیونکہ پہلے وہ قانون رائٹ آف اپیل نہیں دیتا تھا ۔ ہم نے یہ رائٹ آف اپیل دے کر aggrieved persons کو وہ رائٹ دیا ہے جس کا اس کو حق تھا، جو اسلام کہتا ہے، جو قانون کہتا ہے، جو عدالتیں کہتی ہیں، جو انصاف کہتا ہے۔ لہذا اس حیثیت سے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی غرض و غایت اور مقصد یہ ہے ،

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ پلیز تاج حیدر صاحب پلیز، اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میرے۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائے گا آپ جو بات کریں گے۔ پلیز، دیکھیں ، پلیز، پلیز، تاج حیدر صاحب please don't interrupt the speaker تاج حیدر صاحب آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔ جو آپ کہنا چاہیں آپ کو موقع ملے گا۔ پہلے ان کو بات ختم کر لینے دیں ، جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وقت کم ہے۔ میں عرض کروں گا کہ بل بھی کوئی اتنا لمبا نہیں ہے صرف ایک کلاز کا بل ہے اور اس کو ابھی بھی دیکھا جاسکتا ہے جب تک بحث ہو رہی ہے یہ سارے بڑے عالم فاضل اور بڑے وکیل ہیں۔ وہ اس چیز کودیکھ سکتے ہیں۔ اس میں خدا کے فضل وکرم سے ایسی چیز ہے جو انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے لہذا میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس بل کو پاس کیا جائے ۔

Mr. Chairman ; Yes Aitzaz Sahib would you like to start, O.k.

Ch. Aitzaz Ahsan : Sir, Today the other Members would like to speak .

جناب چیئرمین ۔ جی جناب ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ شکریہ جناب چیئرمین !

جناب چیئرمین ۔ پہلے پارٹی لیڈرز بات کر لیں پھر وقت کے مطابق We will see what is the position جی ٹائم ہے ٹائم ہو گا تو بالکل ملے گا First let the various party leaders express the point جی جناب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ مجھے اس اہم بل پر۔۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ آپ کی کونسی پارٹی ہے شفقت محمود صاحب کونسا جی Which group is this? آپ تو ہیں دانشمند گروپ ، جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

(مداخلت)

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع آپ عنایت کر رہے ہیں میں آپ کا مشکور ہوں ویسے بھی جس طرح کی صورت حال سے ہم دوچار ہیں اس وقت پورا ملک اور ملک کے ۱۴ کروڑ عوام پارلیمنٹ اور ادارے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس طرح کی پریشان کن صورت حال ہمیں کبھی درپیش نہیں آئی کہ ایک طرف سے پارلیمنٹ مشکلات سے دو چار ہےاور دوسری طرف سے ملک کے جو دوسرے اہم ادارے ہیں ان کی مشکلات ہیں ۔تیسری جو سب سے بڑی دقت اور تکلیف دے بات ہے وہ اپنے ملک کی economy ہے معیشت ہے جس کے لئے میں سمجھتا ہوں حکمران اورعوام سب پریشان ہیں کہ ہماری معاشی صورت حال بہت پریشان کن ہے۔ بلکہ اب تو ہم اس حد تک معیشت میں پیچھے جارہے ہیں کہ شاید ہم ایک ایسی سٹیج پر چلے جائیں جہاں ممکن ہے کہ ہمیں کوئی ڈیفالٹر کہنے کے لئے بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔

چاہئیے تو یہ تھا کہ ایسی صورت حال میں سب کچھ ٹھنڈے دل سے کرنا چاہئیے تھا۔ کچھ ٹھنڈے دماغ کے ساتھ کچھ سوچ بچار کے ساتھ کرنا چاہئیے۔ یہ بھی ملک کی تاریخ میں پہلی بات ہے کہ ایک سیٹنگ وزیر اعظم contempt کیس میں پیش ہوئے ہیں۔ یہ بھی پہلی بات ہے اور دکھ کی بات یہ ہے کہ جہاں ہم رول آف لاء کی بات کرتے ہیں، اصولوں کی بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں، عوام کی رائے کے احترام کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتاہوں کہ رول آف لاء کا جو سب سے اہم جو ادارہ ہے وہ جوڈیشری ہے۔ رول آف لاء کی جب آپ بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بات کرتے ہیں تو پارلیمنٹ کا سب سے مددگار ادارہ اگر کوئی ہو سکتا ہے ملک میں تو وہ جوڈیشری ہے۔ عدالت ہے۔ عدلیہ ہے عدالت عظمیٰ ہے۔ اب ہم حیران ہیں کہ ہم کس طرح سے اس ملک کےاندر پارلیمنٹ کی بالادستی یا sovereignty اور اس کو کس طرح سے ہم برقرار رکھ سکیں گے۔ اگر اس کا تصادم ہو ہی جوڈیشری سے جو خود پارلیمنٹ کی مدد گارہے ۔ میری نظر میں کم از کم پارلیمنٹ اور جوڈیشری یہ ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے لئے مددگار ہیں۔ یہ رول آف لاء کو اور ملک کے اندر اس کے اوپرعمل درآمد کرانے میں ان کا بہت بڑا رول ہے بہت بڑا کردار ہے۔ یہ ایک دوسرے کے ساتھ چلنے والے ادارے ہیں ۔میں حیران ہوں خود اس بات پر کہ ان اداروں کے درمیان، جو ملک کے سب

سے اہم ادارے ہیں' ان اداروں کے درمیان ایسی بات نہیں ہونی چاہئیے ۔ یہ ایسے ادارے ہیں جو ملک کو مشکلات سے نکالنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہئیے کہ ملک کے نظام کو چلانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ' یہ واقعتاً وہ ادارے ہیں جن سے عوام کو بڑی توقعات وابستہ ہیں ۔ لوگوں کو عدالتوں سے بڑی توقعات وابستہ ہیں ' بڑی توقعات پارلیمنٹ سے بھی وابستہ ہیں ۔ یہ حقائق اپنی جگہ پر ہیں ۔ پارلیمنٹ عوام کا براہ راست ایک منتخب ادارہ ہے اور عدالت مظلوم لوگوں کے لئے انصاف دینے والا آخری دروازہ ہوتا ہے ' جن لوگوں کے ساتھ بے انصافی ہوتی ہے 'زیادتی ہوتی ہے ۔عدالت عظمیٰ ہی ان لوگوں کے لئے کھٹکھٹانے کا آخری دروازہ ہوتا ہے ۔ اس لئے عدلیہ کی آزادی ' عدلیہ کے مسائل اور عدلیہ کا جو احترام ہے ' وہ سب کے لئے لازم ہے او رحکومت بھی یہی کہتی ہے کہ ہم عدلیہ کا احترام کرتے ہیں ۔

اب میں حیران ہوں کہ جب آپ عدلیہ کا احترام بھی کرتے ہیں تو پھر آپ ایسے قوانین ' ایسے رولز بھی لاتے ہیں جس سے مسئلہ سلجھنے کی بجائے الجھنے کی طرف جا رہا ہے میں اس کو بدقسمتی کہوں گا کہ اس سے پہلے بھی جو ۵ جج صاحبان کی تقرری کا معاملہ تھا اور ۲۰ اگست سے لے کر اب تک ۲۷ دن تک لٹکتا رہا ۔یقیناً یہ مسئلہ شروع بھی وہیں سے ہوا ۔ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب بھی ہم عدالتوں کے ساتھ اس صورت حال کی طرف جائیں گے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح حکومت کے لئے مشکلات کم ہونے کی بجائے زیادہ ہوں گی ۔ ممکن ہے کہ ہم ظاہری طور پر یہ سمجھیں کہ ہم کوئی ایسا قانون پاس کر دیں گے تو اس قانون کی بدولت ہمیں نجات مل جائے گی یا کوئی تھوڑی سی ریلیف ملے گی ۔ اس میں مجھے کچھ نظر نہیں آتا ۔ اس طرح اور الجھن کی طرف بڑھیں گے اور پھر خاص طور پر ایسی صورتحال میں کہ جب معاملہ عدالت میں پیش ہوا ' تب ہمیں جو contempt of court کے قانون ہیں' ہمیں ان کو بدلنے کا خیال آیا ۔ بھئی یا تو شروع ہی سے آپ کی کوئی پالیسی یا حکمت عملی ہوتی ۔ اب چونکہ خود حکومت مشکل میں گرفتار ہے یا حکومت کے سربراہ گرفتار ہیں ۔ اب وہ پارلیمنٹ سے اپنے لئے کوئی ریلیف چاہتے ہیں یا پارلیمنٹ سے امداد چاہتے ہیں تو اس طرح سے مشکل یہ ہوگی کہ لوگوں کے اعتماد کو بھی ٹھیس پہنچ رہی ہے ' جو ملک کے اہم ادارے ہیں' وہ بھی کہیں گے کہ جب آپ کو اپنے لئے ضرورت پڑتی ہے تو آپ عام آدمی کی بات تو ضرور کرتے ہیں کہ ہم عام آدمی کو بھی سپریم کورٹ میں contempt of court کے خلاف اپیل کا حق دے رہے ہیں مگر

ظاہرتو یہ نظر آ رہا ہے ، کہ حکومت خود یا پارلیمنٹ کے چند ارکان مشکلات سے دو چار ہیں تو یہ contempt of court میں ترمیم اسی وجہ سے ہو رہی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی صورتحال میں میرے نزدیک یہ معاملہ سلجھنے کی بجائے الجھنے کی طرف جا رہا ہے ۔ میں تو یہ گزارش کروں گا کہ کوئی ایسا راستہ اختیار کیا جائے ، جس سے موجودہ صورتحال سلجھ جائے ، مشکلات کم ہوں ' یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ ابھی دیکھیں کہ مثال کے طور پر آپ کے ملک میں سپریم کورٹ ایک اہم ادارہ ہے ' بہت بڑا ادارہ ہے ۔ ہم اس کو مشورہ دے رہے ہیں کہ بے انصافی ہونے کی صورت میں ہمیں ایک اور اپیل کا حق دیا جائے ۔جناب والا! اس میں دوسری بات یہ مشکل ہو رہی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جو پہلے جج صاحبان ہیں ' فرض کریں جنہوں نے contempt of court میں کسی بھی شہری کو سزا دے دی۔ اب آپ کہتے ہیں کہ وہ نہ ہوں ' پھر جو دوسرے جج صاحبان ہیں ۔ وہ اس کا فیصلہ کریں تو آپ دیکھیں کہ اس میں بھی division کی بات آ جاتی ہے کہ ان جج صاحبان نے پہلے فیصلہ دیا ہے ۔ اب فل کورٹ اس کو سنے گی۔ جناب والا! میں ایک وکیل نہیں ہوں۔ قانون دان نہیں ہوں ۔میں ایک بہت سیدھا سادہ انسان ہوں مگر میں اس کو سمجھ رہا ہوں کہ اس سے آپ کی عدالت کا جو ایک طریقہ کار ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس میں مداخلت نہ کریں۔ ہمارے معاملات میں کوئی مداخلت نہ کرے یعنی تمام ادارے اپنے اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے کام کریں ۔پارلیمنٹیرین کو بھی تھوڑا سا سوچنا چاہئیے کہ ہم بھی ان کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ جناب والا! ہم ان کو بتا رہے ہیں کہ اگر عدالت عظمیٰ میں کوئی contempt of court کا کیس ہے ۔ تو اس کے لئے آپ کے پاس ایک اور بڑی اپیل ہو جس میں سارے محترم ججز صاحبان بیٹھیں ، ہم ان کے معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مداخلت نہیں کرنی چاہیئے۔ پارلیمنٹ کو دوسروں کے معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے' عدلیہ کے اپنے معاملات ہیں' انتظامیہ کے اپنے معاملات ہیں' ہر ایک اپنے دائرے میں رہے۔ یہ جو ہماری توضیح ہے اس سے تو نظر آتا ہے کہ ان کے معاملات میں پارلیمنٹ مداخلت کر رہی ہے۔ ٹھیک ہے ہمیں ایک مشکل درپیش ہے' میں تسلیم کرتا ہوں' مجھے اس بات کا دکھ ہے' میں اس ملک کے وزیر اعظم کے لئے عزت و احترام رکھتا ہوں کہ وہ ملک کے وزیر اعظم ہیں ' سربراہ ہیں اور میں خود اس بات کا قائل ہوں ' میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ پارلیمنٹ کو اپنی معیاد پوری کرنی چاہیئے اور جن کے پاس واضح اکثریت ہے ،یعنی حکومتی اختیارات ہیں ' ان

کو اپنی معیاد پوری کرنی چاہیئے۔ کسی اور طریقہ کار کے ہم بالکل خلاف ہیں۔ ہم سازشوں کے خلاف ہیں۔ پارلیمنٹ کی بالادستی کے حق میں ہیں۔ ہم ہمیشہ جمہوریت اور جمہوری اداروں کا احترام کرتے رہیں گے اور اس کے لئے جدوجہد کریں گے۔

مگر اس وقت جو صورتحال ہمیں درپیش ہے اس میں ہمیں دکھ اس بات کا ہے کہ جو ہمارا مددگار ادارہ عدلیہ ہے ،ہم اس کے ساتھ الجھے ہوئے ہیں۔ میں ایک کارکن کی حیثیت سے یہ مشورہ دوں گا کہ ایسے قانون جب آپ عجلت میں بنائیں گے ، جہاں آپ rules suspend کر دیں گے، جہاں آپ بحث و مباحث کا موقع نہیں دیں گے۔ بہت سی جگہوں پر جو عوامی مفادات کے کام ہوتے ہیں لوگ تو عوام کے پاس لے جاتے ہیں، اس کے لئے کئی دن بحث کرتے ہیں، مباحثے کرتے ہیں کہ بھئی یہ قانون ہم لا رہے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو اس سے فائدہ ہے۔ ہم عوام کے پاس لیجانے سے تو گئے، خود جو ہماری اپنی Standing Committees ہیں ہم اس میں بھی زیربحث نہیں لا سکے، اس کے لئے بھی ہم عجلت سے کام لے رہے ہیں، ہمیں جلدی ہے۔ اس کا impression ،جیسے پہلے بھی ظاہر ہے صحیح نہیں ہوا ۔ آپ اگر نیک نیتی سے بھی اچھا قانون بنائیں لیکن اگر آپ کا طریقہ کار جمہوری نہیں ہے تو اس سے بھی شک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ آج ہم جس انداز سے کام کر رہے ہیں، لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ جناب آپ کئی منٹوں ، گھنٹوں میں Constitutional Amendment پاس کر دیتے ہیں، آپ Terrorist Bill بھی پاس کر دیتے ہیں، دوسرے جو معاملات ہیں ان کو آپ بغیر Standing Committee، بغیر بحث ومباحثے کے go through کر دیتے ہیں۔ملک کے اندر impression یہ ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو rubber stamp بنانے والے خود Parliamentarians ہیں ، ان کا اپنا رول کمزور ہے۔ وہ اپنے آپ کو assert نہیں کرتے ۔ وہ اپنا رول ادا نہیں کرتے۔ اگر ملک کے اندر یہ تاثر ہو جائے کہ ہم Parliamentarians rubber stamp ہیں تو چیئرمین صاحب مجھے بتائیں کہ پھر ملک کے چودہ کروڑ عوام ہمارے فیصلوں کا ، ہماری ترامیم کا، ہم جو قانونی اختیارات اس پارلیمنٹ میں استعمال کرتے ہیں ان کا کیا احترام کریں گے۔ جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو ترامیم ہیں یا جو بھی ہم کوششیں کر رہے ہیں ، میں ایک کارکن کی حیثیت سے سمجھ رہا ہوں کہ ہم جمہوری لوگ کمزور ہیں۔ سارے ملکر بھی کمزور ہیں۔ اپوزیشن ، گورنمنٹ ، ساری

اس ملک کے اندر establishment کے مقابلے میں کمزور ہیں۔ democratic forces ہم اتنی لڑائی نہیں لڑ سکتے ہیں ، ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے سسٹم کو تحفظ دیں اور یہ جو تھوڑی بہت جمہوریت، لنگڑی لولی جیسی بھی ہے ، اس کو چلنے دیں، اس جمہوری وقار کو آگے بڑھائیں، جمہوری اقدار کو بڑھائیں، لوگوں میں شعور آئے گا ، لوگ خود اس کا تحفظ کریں گے، خود rule of law کے لئے جدوجہد کریں گے۔ خود پارلیمنٹ کی sovereignty کے لئے جدوجہد کریں گے۔ عوام عظیم ہیں، پاکستان کے چودہ کروڑ عوام شعور رکھتے ہیں۔ وہ اپنے جمہوری ، سیاسی ، معاشی حقوق کو جانتے ہیں، لیکن ہمیں ایسے اقدام کرنے چاہئیں، ہم کو اس طریقہ سے اپنی پارلیمنٹ کو چلانا چاہیئے کہ جس سے پارلیمنٹ کا وقار اور عزت روزبروز بڑھے ، لوگوں کا اعتماد جمہوریت پر ، جمہوری اداروں پر ، عوام پر ، عوام کے منتخب نمائندوں پربڑھے ۔ہم جو ترامیم آئین کے اندر کرتے ہیں وہ ہم ملک کے چودہ کروڑ عوام کے مفاد میں کرتے ہیں۔ جب تک ہم یہ تاثر دینے میں کامیاب نہیں ہوں گے تو اگر ہم اچھے بھی قوانین پاس کریں گے ،اس میں نیک نیتی بھی ہوگی ،تب بھی لوگ مشکوک ہوں گے۔

میری حکومتی بنچوں سے یہ التجا ہے کہ مجھے خطرہ نظر آ رہا ہے۔ مجھے اس طرح کا خطرہ نظر آ رہا ہے کہ شاید Parliamentarians مشکل کی طرف جا رہے ہیں ۔ اس مشکل سے بچنے کے لئے سیاسی فہم و بصیرت کی ضرورت ہے،تدبر کی ضرورت ہے اور ٹھنڈے مزاج سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ عدلیہ کے ساتھ کسی اور مسئلے پر یا اسی مسئلے پر الجھنے کی بجائے کوئی ایسا راستہ تلاش کیا جائے، کوئی ایسا طریقہ کار تلاش کیا جائے جس سے یہ تمام ادارے ملک کے اندر ایک دوسرے کے لئے مدد گار ثابت ہوں اور ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلیں تاکہ ملک کے ۱۴ کروڑ عوام کا اداروں پر اعتماد اور ان کا احترام ، ان کی عزت اور ان کی جو اپنی حیثیت ہے وہ اپنی جگہ برقرار رہے اور تمام ادارے اپنے parameter میں کام کریں۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین ، جی آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ، جناب چیئرمین! آپ کی نوازش کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا ۔ میں آپ کی توجہ سینٹ میں ایک ایسے بل کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ۱۹ مئی ۱۹۹۱ء کو move

ہوا اور اس کے بعد وہ بل کمیٹی کو ریفر ہوا۔ یہ بل move کیا تھا جناب یحییٰ بختیار صاحب نے۔ اس بل کے ذریعے یحییٰ بختیار صاحب یہ چاہتے تھے۔ میرے پاس اس کا نوٹس بھی موجود ہے۔ یہ بہت چھوٹا سا بل ہے۔ جو کہتا ہے کہ۔

In the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan hereinafter referred to as the Constitution for Article 2(a) substitute Article 2(a) which he proposed the principles and provisions set out in the Objectives Resolution the Universal Islamic Declaration of Human Rights reproduced in Annexure (1) and resolution on the protection of human rights in Islamic Criminal Justice reproduced in Annexure (2) are hereby made substantive part of the Constitution and it shall have effect accordindgly.

This was the proposed amendment and according to a notice of the Senate :

"The Constitutional (Amendment) Bill, 1991 moved by Senator Yahya Bakhtiar in the Senate on 19.5.1991."

The second Annexure (1) and (2) these two Annexures Mr. Yahya Bakhtiar wanted to be substantive part of the Constitution.

Now this Annexure (2) I am not going into Annexure No. (1) which is very detailed but I will refer you to Annexure No. (2).

"Whereas the First International Conference on the Protection of Human Rights in the Islamic Criminal Justice System has been held in Siracusa, Italy at the International Institute of Higher Studies in Criminal Sciences , May 28 to 31,1979;

Whereas has been established to the satisfaction of all participants from both Islamic and non-Islamic nations that the letter and spirit of Islamic Law on the subject of profession of the rights of the criminally accused are in complete

harmony with the fundamental principles of human rights under international law as well as in complete harmony with the respect accorded to the equality and dignity of all persons under the Constitutions and laws of Muslim and non Muslim nations of the world;

Whereas the basic human rights embodies in the principles of Islamic Law include the rights of the criminally accused, *inter alia*:

(1) the right of freedom from arbitrary arrest, detention, torture or physical annihilation;

(2) the rights to be presumed innocent until proven guilty by a fair and imprtial tribunal in accordance with the Rule of Law;

and then so on and so forth

the right to appear before an appropriate tribunal previously established by law;

the rights to a public trial;

the right not to be compelled to testify against oneself;

the right to present evidence and to call witnesses in one's defence;

the right to counsel of one's own choosing;

the right to a decision on the merits based upon legally admissible evidence;

جناب چیئرمین، اپیل پہ آئیں یہ تو لمبی بات ہوگئی۔ Right to appeal **ہوگا:** کہیں، وہ پڑھیں۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Now, No. 12, says the right of appeal. Now, Right of appeal alongwith all these eleven other rights was the right which was agreed to by a number of jurists who held this Conference and

they resolved. This is in the shape of a resolution which I have just read. This was as far back as May, 1979. Now, I will just read the details of that concurrence three, four lines.

جناب چیئرمین: جی جی فرمائیے۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: The First International Conference on the Protection of Human Rights in Islamic Criminal Justice took place at the International Institute of Advance Criminal Sciences in Delhi, May 28 to 31, 1979 under the Chairmanship of Professors so and so and so and so, in attendance with 55 jurists. Now, these 55 jurists recommended twelve basic principles and they have said , one of them was that an accused person, a person who is accused must have a right to take his cause for a review or revision or second thought, to another bench, to a higher bench, or to a bigger bench. This is what this Act is now proposing to do. If you see, sir, if the High Court punishes a person for contempt, he has the right to go in appeal. He can go to Supreme Court and that appeal is allowed to him as a matter of right. But if the Supreme Court exercises original jurisdiction and punishes the man, he has no option , no other way except to bear that punishment. Now, that was anomoly which this law proposes to cover. Now, my humble submission is that the Minister for Parliamentary Affairs has referred to the Federal Shariat Court decision and Supreme Court decision and I have further supported.........

(interruption)

جناب آفتاب احمد شیخ: آپ مہربانی کر کے سن لیں۔ Now, therefore, sir, my submission is that ...... جناب بات یہ ہے کہ یہ ایک قانونی بحث ہے، اس کو ذرا سلیقے سے سنیں، یہ upper House ہے، یہاں ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں ان کا view بھی سنیں، ہمارا

view بھی سنیں اور سننے کے بعد جو فیصلہ ہو گا ــــــ

Mr. Chairman: I will be grateful if the honourable members listen to him.

جناب آفتاب احمد شیخ، میں جناب کتابوں کو refer کر رہا ہوں میں کوئی ادھر ادھر کی بات تو نہیں کر رہا ہوں۔ پلیز آپ مجھے بات کرنے دیں۔

(interruption)

جناب چیئرمین، نہیں دیکھیں اگر کوئی تقریر کر رہا ہو اور آپ بات کریں گے بیچ میں تو interruption ہو گی ۔ So, he is not interrupting you.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: All right, sir. So, my most humble submission is that I am only argumenting what the Minister has said just now. He supported his argument on the principles of natural justice, No. 1. He supported his argument by referring to a Federal Shariat Court decision, he supported his argument by referring to a Supreme Court decision and I am further supporting that argument by a consensus decision of 55 jurists taken as far back as May, 1979. So, therefore, sir, what we are doing is this, we are only following the dictates of the principles of natural justice. There should be available to a person the right of review, the right to approach, a person or persons who can disassociate themselves and become totally impersonal in deciding this matter or any matter where contempt is involved. Now, my humble submission is that this is one of those cases where the notice of contempt has been given with all due respect by the learned judges of the contempt of themselves and the learned Judges, of course, this is a settled law that they can decide this matter, I am not questioning that authority, they have jurisdictions and powers to punish their own contempt, it is absolutely settled law. Now, my only humble submission is

that yet there is another principle of law that nobody can be the Judge in his own cause. So, if a person is a Judge in his own cause, let there be another set up, tribunal or another set up, appellate authority to examine this issue. This is what we have to say. There are a number of cases decided on this point. We will not go into it. I would not have got up, I would not have spoken on this point but I have spoken to support this point because there is a Bill pending in this House which sought that this right should be guaranteed to the People. It was there introduced as far back as 91 and then this is a decision of 55 Islamic Jurists that the right of appeal must be provided to a person who has been accused of a criminal offence. Now, Mr. Chairman, I would like to clear this position to you, as together whenever a person is accused of having committed contempt, what is the actual nature of the charge. Is it a civil charge or is it a criminal charge because yesterday when I was reading about the debate in the Supreme Court.

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں سپریم کورٹ کی بحث کو یہاں کیا لانا، آپ اس پر بات کریں کہ right of appeal دیا ہے۔ Charge وغیرہ پر کیا بات کرنی ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں تو آپ کے سامنے ایک decision quote کرنا چاہتا ہوں جو judges کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔

Mr. Chairman: No, but how is it relevant

کہ چارج کیا گیا ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب پریشان نہ ہوں ۔ میں سپریم کورٹ کو کچھ بھی نہیں کہہ رہا ہوں۔یہ relevant اس لئے ہے کہ

If an act or omission of a person is to be visited with penality , penality may be in terms of fine or in terms of imprisonment, it will definitely be covered by the definition of criminal charge and then if it is covered by the definition of criminal

charge that the person has the right of being tried like any other person. A charge has to be read out to him, he should be given proper opportunity of defence and the High Courts have fabricated the practice of deciding such matters by affidavit, they said, no, proper charge should be framed.

Mr. Chairman: But charge etc., is not relevant.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Alright. Sir, my humble submission is that I support this Bill on account of the arguments that are just advanced that it is entirely in consonance with the basic Islamic principles and tenets of Quran and Sunnah. Thank you very much.

جناب چیئرمین: جی جناب اکرم شاہ صاحب۔ پہلے اکرم صاحب پھر آپ کا نام ہے۔ پہلے لیڈرز ختم ہو جائیں پھر انشاء اللہ ان کی باری ہو گی۔

(مداخلت)

جناب اکرم شاہ خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! پچھلے چند مہینوں سے اس ملک میں جو سیاسی صورتحال ہے اور اس ملک کے عوام میں جو تشویش پائی جا رہی ہے وہ یقیناً ایک نقصان دہ عمل ہے۔ جناب چیئرمین! ایک جمہوری نظام میں، جہاں پر جمہور کی حکمرانی ہوتی ہے وہاں پر اس قسم کے مسائل کا پیدا ہونا کوئی غیرمعمولی بات نہیں ہے۔ تمام جمہوری نظاموں میں یہ ہوتا رہا ہے کہ اس میں مختلف ادارے ہوتے ہیں، ان کا اپنا ایک دائرہ کار ہوتا ہے اور کبھی کبھی اس کو متعین کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

جناب چیئرمین! پچھلے چند مہینوں سے ہمارے ملک میں supremacy of parliament اور soverignty of parliament اور عدلیہ کی آزادی، یہ مسائل ان کے دائرہ کار طے کرنا، ان کا دائرہ اختیار طے کرنا، اس پہ بحث چلی آ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! آج جو بل لایا گیا ہے جس پہ ہم بحث کر رہے ہیں کہ سپریم کورٹ میں اپیل کا حق اور اس اپیل کو فل کورٹ سنے ۔ یقیناً سپریم کورٹ میں اپیل کا حق ہونا چاہئیے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن جناب چیئرمین! ہماری یہ پارلیمنٹ، موجودہ پارلیمنٹ یقیناً اس میں قانون سازی کا بہت زیادہ کام ہوا۔ یہاں پہ آئینی ترامیم

آئیں ، یہاں پہ بہت سے بل آئے ، کافی قانون سازی ہوئی لیکن جناب چیئرمین! یہاں پہ قانون سازی کا جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے' جیسا کہ رات نیشنل اسمبلی میں ہوا' رات کے اندھیرے میں ، بڑی عجلت میں، کوئی بھوکے بیٹھے ہیں، کوئی پیاسے بیٹھے ہیں، کسی کو نیند آ رہی ہے اور رات کے ایک بجے یہاں پہ قوانین پاس کئے جاتے ہیں پھر جناب چیئرمین! اس میں ہم نے دیکھا کہ یہاں پہ انسداد دہشت گردی کا قانون پاس کیا گیا۔ اب روز اٹارنی جنرل صاحب سپریم کورٹ میں اٹھ کے کہتے ہیں کہ اس میں ہم ترمیم کر نے والے ہیں' اس سے ہم فلاں فلاں دفعات نکالنے والے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی ہماری ضرورت ہے' ہمارے عوام کی ضرورت ہے' ہمارے لوگوں کی ضرورت ہے لیکن اس کے لئے ایک اچھا طریقہ کار جوکہ already ہمارے پاس موجود ہے' میں اس کو اپنانا چاہتا ہوں' اس طریقہ کار پہ چل کے ہمیں قانون سازی کرنی چاہئیے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جیسے میں نے گزارش کی کہ یہ بل جو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے جس میں یعنی کہ توہین عدالت کیس میں آپ اپیل کر سکتے ہیں اور اس میں کہا گیا ہے کہ اس اپیل کو فل کورٹ سنے ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے لیکن جناب چیئرمین! یقیناً اس کی ضرورت بہت پہلے سے تھی۔ ہمیں بہت پہلے کر لینا چاہئیے تھا لیکن بدقسمتی سے جناب چیئرمین! وٹو صاحب ہمارے محترم ہیں' بزرگ ہیں' سیاسی شخصیت ہیں' ہم ان کی قدر کرتے ہیں لیکن یہاں پہ مصیبت یہ ہے کہ جب مشکل پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے۔ آج یہاں پہ جتنے حوالے دیئے گئے کہ جی اسلامی نقطہ نظر سے اس کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے' حدیث میں کہا گیا ہے۔ لہذا' ہم مسلمان کی حیثیت سے کیسے کر سکتے ہیں کہ اتنی بڑی کوتاہی ہم نے کر لی ہے۔ خالد انور صاحب نے رات کو قومی اسمبلی میں کہا جی کہ انسانیت کی رو سے ، مہذب سوسائٹی میں بلکہ سوسائٹی میں barber کو بھی اپیل کا حق ہونا چاہئیے۔ ہم کہتے ہیں کہ درست ہے لیکن اس وقت نہیں جب ہمیں مشکل پڑ رہی ہو تو ہمیں خدا یاد آتا ہے۔ اس وقت نہیں جب ہمیں مشکل پڑ رہی ہو تو پھر ہمیں قرآن و سنت اور اسلامی قوانین یاد آتے ہیں۔ جب ہمیں مشکل پڑ رہی ہو تو پھر ہمیں تہذیب و تمدن اور ثقافت یاد آتی ہے بلکہ اس وقت بھی جب ہمارے ان قوانین میں کوئی خامی ہے' کوئی کمی ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کی ضرورت ہے' ہمارے لوگوں کی ضرورت ہے تو ہم صرف اپنی مشکلات کو' اپنے مسائل کو اس وقت ذہن میں نہ رکھیں جب ہمیں مشکل پڑ رہی ہو بلکہ ہر وقت ہمیں اپنے تمام قوانین پہ ، ہمیں اپنے تمام system پہ نظر رکھنی چاہئیے کہ کونسی

چیزیں فرسودہ ہو چکی ہیں، کن چیزوں کی کمی ہے، کونسی قانون سازی کس وقت کرنی ہے۔ یقیناً یہ جو اپیل کا حق دیا گیا ہے، یہ اسلامی بھی ہے، قانونی بھی ہے، ضروری بھی ہے لیکن جس موقعے پہ اس کو لایا جا رہا ہے اس سے جو تاثر پیدا ہو رہا ہے۔ ہمارے تیرہ کروڑ عوام کہیں گے کہ وٹو صاحب یہ اب آپ ہمارے غم سے پریشان نہیں ہوئے جا رہے ہیں کہ آج آپ یہ لے کر آئے ہیں۔ اگر واقعی آپ کو پتا تھا، یقیناً آپ کو پتا ہونا چاہئیے، آپ ایک بہت پرانے parliamentarian ہیں، آپ کو پتا ہونا چاہئیے تھا کہ یہ کمی اور یہ خامی ہمارے system میں موجود ہے، ہمارے قانون میں موجود ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر پچھلے Session میں، بہت پہلے نہیں۔ اگر ہم ابھی جو ہمارا Session ختم ہوا ہے اگر اس میں اس بل کو لاتے۔ یقیناً اس کا بڑا اچھا تاثر بنتا کہ ہماری پارلیمنٹ اچھی قانون سازی کر رہی ہے، ضرورت کے تحت کر رہی ہے، ملک کی ضرورت کے تحت، ملک کے عوام کی ضرورت کے تحت کر رہی ہے لیکن آپ تو اس کو لے کر آئے ہیں اس سے جو تاثر پیدا ہو رہا ہے وہ کوئی اچھا تاثر نہیں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر بل جو لایا گیا ہے کہ سپریم کورٹ میں اپیل کا حق ہو، اس کو فل کورٹ سنے، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ البتہ اس طریقہ کار سے، اس موقع سے اور پھر اس موقع کی مناسبت سے جو دلائل دیئے جاتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آئندہ کے لیے ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ وٹو صاحب ابھی سے دیکھ لیں کہ کون کون سی چیزیں ہمارے کرنے کی ہیں تاکہ واقعی اس سے ہماری ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ جناب چیئرمین! یہاں پر supremacy of Parliament عدلیہ کی آزادی، اس نے جو شکل اختیار کر لی ہے۔ اس میں جو تعصبات در آئے ہیں۔ اس کا عوام میں یہ تاثر ہے کہ اس کو حل کرنے کے بجائے، ان اداروں کو ایک دوسرے کا مددگار بنانے کے بجائے، اس طریقے سے ایک دوسرے سے ٹکرایا جا رہا ہے یا الجھایا جا رہا ہے۔ اس سے نکلنے کے لیے، حکومتی بینچوں کو، اپوزیشن کو ہمارے سب لوگوں کو چاہیئے کہ ہم اسے ایک اچھے طریقے سے حل کریں۔ اس طریقے سے کہ پارلیمنٹ کی بالادستی بھی قائم رہے۔ پارلیمنٹ کی sovereignty قائم رہے اور عدلیہ کی آزادی بھی متاثر نہ ہوں اور ہم اس بحران سے نکلیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ قاضی انور صاحب۔

قاضی محمد انور ۔جناب چیئرمین ! اگر ایک منٹ کے لیے یہ فراموش کر دیا جائے کہ اس وقت ایک contempt کا کوئی کیس ہے، اس سے سے علیحدہ دیکھا جائے تو یہ ضرورت ہے۔ جناب پاکستان بننے سے پہلے 1926ء کا Contempt of Court Act تھا جو آزادی کے باوجود جاری رہا اور نتیجہ یہ تھا کہ کوئی شخص عدلیہ کے متعلق کوئی بات بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بات کہنا ، کمنٹ کرنا ،فیئر کمنٹ کرنا یہ سب توہین ہے اور توہین کو ، وہ جس طرح بچوں کو ڈرانے کے لیے ایک "باؤ" ہوتا ہے، وہ باؤ تھا کہ آپ عدالت میں fair comment بھی نہیں کر سکتے judgement کو کمنٹ نہیں کر سکتے ۔ یہ develop ہوتا رہا ۔اب آپ دیکھیں کہ USA میں contempt کا law یہ تھاکہ contempt کی بات ہو تو جج کی اگر ہوئی ہے تو جج اپنی contempt کو خود نہ سنے جیوری سنے اور .Jury should decdide it اس سے بالکل مختلف ہے وہاں تو اس حد تک ہے کہ جج اپنی cause میں خود نہ بیٹھ سکتا ہے اور نہ جج اپنی cause کو plead سکتا ہے اور نہ ہی contempt میں یہ باتیں وہاں right of criticism ہیں ۔ public opinion ہے ۔ یہاں چونکہ ہم غلامی کی ذہنیت کے ساتھی تھے ۔ بہت مدت تک ہم پر وہ غلامی کی ذہنیت رہی اور یہ بھی رہا کہ فیصلہ جائز و ناجائز ہو اس پر comment نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ تو ان کو کچھ کریڈٹ جاتا ہے ۔انہوں نے کیا ہے پتہ نہیں آج یہ کیوں اپوزیشن کرتے ہیں۔ انہوں نے عدالتوں کو کنگرو کورٹس کہا ۔ انہوں نے" چمک" کہا فیصلوں کو۔ یہ سارے ان کے comments ہیں ۔یہ باتیں کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کیا اور اب بھی اسی سپریم کورٹ میں محترمہ بےنظیر بھٹو کے خلاف contempt کا کیس موجود ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ شروع کسی اور نے کیا گیا۔ ان کا ہے 1996ء میں ان کی speech پر جو انہوں نے پارلیمنٹ میں کی تھی۔ اس پر contempt نوٹس موجود ہے ۔

جناب ہوا یہ کہ یہ ضرورت محسوس کی گئی اور اس پر 1997ء میں یہ judgement reported ہے ہماری سپریم کورٹ کی ،جب انہوں نے کہا کہ لاءنہیں ہے اور ہم اپنے رولزکر سکتے ہیں contempt matter میں۔ تو contempt کا لاء جو پاکستان میں بنا وہ 1976ء کا قانون ہے جس میں آج آپ amendment کر رہے ہیں۔ نیشنل اسمبلی amendment کر چکی ہے ۔اب یہ amendment آپ کے پاس آئی ہے 1976ء کے قانون کی۔ جناب 1976ء کے قانون کی دفعہ 10 اس شخص کو جس کے خلاف contempt کیس میں کوئی سزا ہوئی ہے ،اس کو حق دیتی ہے اپیل کا ۔ اپیل natural justice کی بات نہیں ہے یہ ایک بنیادی حق ہے کہ انسانوں کے فیصلے غلط

ہو سکتے ہیں۔ انسان غلط فیصلے کرتے ہیں ورنہ تمام عدالتی نظام کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ تمام عدالتی نظام اس لیے ہے کہ ایک عدالت اگر غلطی کرے گی اس سے اونچی عدالت غلطی کو صحیح کرے گی۔ دوسری عدالت غلطی کرے گی تو عدالت عظمیٰ تک آپ جائیں گے کہ عدالتیں، عدالت عالیہ، عدالت عظمیٰ اس لیے ہیں کہ یہ خدا نہیں ہیں۔ ان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ یہاں انسان کا اپنا vision آ جاتا ہے vindictive ہو جاتا ہے ۔انسانوں کی پسند و ناپسند ہے ۔ وہ کسی کو پسند کرتا ہے کسی کو ناپسند کرتا ہے کسی کی اچھی بات بری نہیں لگتی کسی کی بہت اچھی بات اس کو خراب لگتی ہے وہ کہتا ہے You have committed my contempt at my case why you have smiled میں نے خود ایک case کیا تھا صرف smiling پر

I argued a case and the Judge wrote that he had been smiling before me and this was treated as a contempt and then High Court expunged that portion from the Judgement. They said smiling was no offence. In a murder case when I argued a case it was observed in the Judgement. He said that he argued the case and through out the argument he smiled and thus he committed my contempt. smiling is my nature

خدا نے پیدا کیا تھا smiling کے ساتھ تو جناب یہ ضرورت محسوس کی گئی اس شق 10 میں یہ provision تھی کہ اپیل ہو گی ، سیشن جج سزا دے ، ہائی کورٹ میں اپیل ہوگی ۔ ہائی کورٹ سزا دے سپریم کورٹ میں اپیل ہوگی لیکن عدالت عظمیٰ اگر کسی کو سزا دے دے وہ کہاں جائے ۔ یا کسی کو نوٹس دے دے بلا لے نوٹس unjustified ہو With due respect to those institutions اور یہ غلط تاثر ہے کہ ادارہ ادارے سے ٹکرا رہا ہے ۔ یہ اس ادارے کا اپنا prerogative قانون بنانا اور اس institution کا کام ہے interpret کرنا یہ Institution within its light یہ کہتی ہے کہ اگر عدالت عظمیٰ میں کوئی کیس آ جائے اس کیس کو بھول جائیں جو کیس ہے

Just forgetting about a case of the contempt case pending before the Supreme Court. Had this case not been there, this was even then necessity. This is only a time frame which is creating some down circuit , creating some

agitation in certain minds, otherwise this is their need also. This is not our need, this is their need, their "Mohtarma" is facing the contempt case that is there. The contempt notice is there , that is pending, may be tomorrow some body picks it up that let me now try "Mohtarma" after this man, may be that there is a change that lets to deal with them number by number, let us deal with one man first and that may be she is the second. Let them think over it that it is not the question of a person, it is not rescuing a person, it is not bringing out a person, it is the question, it is our need. The appeal is basic right and we say that where the five Judges or three Judges or a bench of the Supreme Court passes a verdict, passes an order or passes an original order, let this be appealable.

جناب جہاں بھی اس قسم کی apex courts ہوتی ہیں اب دیکھیں National Industrial Relation Commission ہے وہاں سنگل ممبر جو judgement دیتا ہے چونکہ اس کے اوپر کوئی کمیشن نہیں ہے اس کا فل بینچ اپیل سنتا ہے۔

This is not unheard that at the apex level when one man decides a matter then this is entire apex, full bench will hear the appeal, reason is that may be that he has committed a mistake, that can be mistake in the appraiser, in the evidence, appraising the evidence, therefore, we support this Bill. The A.N.P. supports it and supports it being the necessity of the hour. We say it is the necessity, this provides protection to the citizens. It is in desire that interest of the citizens of the ......, citizens who are every day walking from court to court litigating, being dishonoured in the courts, this is for them. Thank you very much.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، جی حافظ فضل محمد صاحب اس کے بعد آپ۔ جی حافظ فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد - بسم اللہ الرحمان الرحیم - جناب عالی جو بل ہمارے سامنے راتوں رات انتہائی برق رفتاری سے ساتویں آسمان سے میرے خیال میں اتر چکا ہے یہ میں نے اس لئے ساتویں آسمان کا کہا ہے کہ اب ان کو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے یاد آ رہے ہیں - کیا وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف 350 صفحات پر مشتمل فیصلہ نہیں دیا تھا اور وہ کون صاحب تھا جس نے وفاقی شرعی عدالت کا وہ فیصلہ جو خالصتاً" قرآن کے نصوص پر مبنی تھا - جناب چیئرمین! اسی فیصلے کو سپریم کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کرکے روک دیا - اگر یہاں وہ یہ فرما رہے ہیں کہ سپریم کورٹ کے کسی بنچ کے کسی فیصلے کے خلاف ہم سپریم کورٹ ہی میں ان کو اپیل کا حق دینا چاہتے ہیں --- مجھے تو حقیقت ہے کہ قرآن و سنت کے حوالے سے کوئی دلیل نظر نہیں آ رہی - وہ کہاں سے یہ دلائل ڈھونڈ کر لائے ہیں کہ یہ فیصلہ شریعت کے مطابق ہے - جناب والا! اس بل کے تضادات اور اس کے غیر فطری، غیر طبعی اور غیر منطقی ہونے پر میں کچھ عرض کر رہا ہوں -

جناب والا! سپریم کورٹ ایک اعلیٰ ادارہ ہے- اس کے فیصلے کے خلاف آپ یا تو ہائیکورٹ میں جائیں گے، یہ بھی غلط ہے یا سپریم کورٹ ہی میں جائیں گے، یہ بھی غلط ہے - اس لئے کہ جو فطری اصول ہے، فطری ترتیب ہے، اعلیٰ کو یعنی اوپر کو نیچے لانا، نیچے کو اوپر لے جانا، اعلیٰ کے اختیارات، نیچے والے یعنی ماتحت کو دینا کہ یہ اس کا فیصلہ چیلنج کر سکتا ہے، اس کا فیصلہ منسوخ کر سکتا ہے پھر سپریم کورٹ کا بنچ جو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس تشکیل دیتا ہے، خواہ وہ خود بھی اس میں شامل ہو یا نہ ہو، کم از کم اس کا فیصلہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا فیصلہ شمار ہوتا ہے - آپ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے فیصلے کو ان کے ماتحت ججوں سے ختم کراتے ہیں - اس کو کالعدم قرار دلواتے ہیں تو حقیقت ہے کہ جو فطری اصول ہے، طبعی اصول ہے، منطقی اصول ہے کہ ایک ادنیٰ کو وہ اختیارات آپ دیتے ہیں جب آپ ان کو ادنیٰ سمجھتے ہوئے اعلیٰ پر ان کے فیصلے کو فائز کر دیں، میرے خیال میں یہ کسی بھی منطق میں نہیں ہے، کسی بھی فلسفے میں نہیں ہے -

جہاں تک اپیل کا حق ہے جناب والا! سپریم کورٹ کا کوئی جج ہو، کوئی بنچ ہو، وہ اپنی ذات کے لئے نہیں لڑتے، ان کے فیصلے اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتے- توہین عدالت کے سلسلے میں بھی اگر آپ ان کو فریق کہتے ہیں، جیسا کہ ہمارے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ

اس سلسلے میں یعنی توہین عدالت کے سلسلے میں سپریم کورٹ فریق بن جاتی ہے تو کیا جب آپ فل کورٹ تشکیل دیں گے تو وہ فریق نہیں ہے ۔ اگر ان کا ایک بنچ فریق ہے تو وہ فل کورٹ تو مکمل فریق ہے ، ان کا فیصلہ آپ کے لئے کیسے قابل قبول ہوگا۔ کیونکہ فل کورٹ کے ججز بھی عدالتی ادارے کے تحفظ کے لئے کوئی فیصلہ دیں گے تو یہ فیصلہ ان کے لئے کس منطق کے تحت قابل قبول ہوگا ، وہ بھی تو فریق کا ہی ہوگا۔ اگر آپ اس تسلسل کو ختم نہیں کرنا چاہتے تو یہ ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ۔ فل کورٹ نے جب وہی فیصلہ دے دیا تو پھر کہاں جائیں گے ، کہیں تو اس سلسلے کو روکنا پڑے گا ۔ ایک ادارہ تو ہونا چاہیئے ، چاہے وہ تمام ججز ایسے ہوں یا ان کے کچھ ججوں پر مشتمل کوئی بنچ ہو ، ملک میں ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیئے جس پر من و عن اعتماد ہو اور ان کے ہر فیصلے پر سر تسلیم خم کرنا پڑے۔ اگر آپ اس طرح نہیں کریں گے تو فل کورٹ کا فیصلہ بھی آپ کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ اگر آپ یہ دلیل دیں گے کہ سپریم کورٹ توہین عدالت کے سلسلے میں فریق ہے ، اگر ان کے پانچ جج فریق بن سکتے ہیں تو ان کے سترہ جج بھی فریق ہیں ، اگر آپ کو ان کے پانچ ججوں پر اعتماد نہیں ہے تو پھر سترہ پر بھی اعتماد نہیں ہو سکتا ۔ اور اگر ان کے فیصلے پر آپ کو یہ شبہ ہے کہ انہوں نے کچھ ذاتیات ، خواہشات ، جذبات میں آ کر ذاتی ، بشری تقاضوں کو سامنے رکھ کر صحیح فیصلہ نہیں دیا۔ تو اگر پانچ ججوں کے بارے میں یہ شبہ ہو سکتا ہے تو سترہ ججوں کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے ۔

جناب عالی! یہ تو عدالت کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھنے والی بات ہے یعنی اس بل کا مطلب یہ ہے کہ عدالت کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھو جب کہ ایک طرف ہمارے حضرات کہتے ہیں کہ ہم مقابلہ کرتے ہیں عدالتوں میں جاتے ہیں اور خلفائے راشدین بن گئے ہیں ۔ جناب عالی! آپ یہ جانیئے کہ خلفائے راشدین عدالت میں پیش ہوئے ہیں ۔ اس پیشی کی نوعیت اور حیثیت کیا تھی ۔ ایک بات ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب عالی! کیا آپ ایک مثال خلفائے راشدین دور کی پیش کر سکتے ہیں کہ وہ قاضی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پھر اس کی عدالت میں پیش ہوئے ۔ وہ قاضی صاحبان تو آزاد تھے پھر وہ ان کی عدالت میں پیش ہو گئے تو مقابلہ تو اسی صورت میں ہے ، واقعتاً عدل و انصاف کے تقاضے تو اسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں کہ آپ کے جج مکمل آزاد ہوں ، آپ کے قاضی مکمل آزاد ہوں ، کسی بھی شکل میں نہ کوئی دباؤ ہو ، نہ کوئی لالچ ہو ، نہ کوئی

قانونی پیچیدگی ان کے لئے ہو ، آپ ان کی عدالت میں پیش ہو جائیں۔ پھر یہ حقیقت میں آپ کا کمال ہے ۔ دوسری طرف نواز شریف صاحب نے پچھلے چند دنوں میں دہشت گردی کے خلاف جو قانون سازی کی اور وہ پورے ملک میں ہر جلسے میں ، ہر میٹنگ میں ، ہر میدان میں یہی فرمایا کرتے تھے کہ بھئی لوگوں کو انصاف جلدی نہیں مل رہا ، اس کے reaction میں جرائم بڑھ رہے ہیں ۔اسی لئے ہم جلدی سے جلدی لوگوں کو انصاف فراہم کرتے ہیں تو وہاں تو قانون اس لئے بنا رہے تھے کہ فوری طور پر جلدی سے جلدی سستے انداز میں انصاف لوگوں کو مل جائے ، یہاں انصاف کو وہ ٹیڑھا بنا رہے ہیں ، اس کو پیچیدہ بنا رہے ہیں ، ان کو طول دیا جارہا ہے ۔ وہاں تو چند دن پہلے قانون کی بنیاد اور دلیل یہی پیش فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو جلدی انصاف مل جائے ، جلدی جلدی سے شارٹ کٹ راستوں سے انصاف مل جائے ، یہاں جو شارٹ کٹ راستہ ہے اس کو طول دیا جارہا ہے ، ان کو لمبا کیا جارہا ہے ۔ عدالت میں ایک دفعہ فیصلہ ہو جاتا ہے پھر فل کورٹ میں جائے گا پھر فلاں کورٹ میں جائے گا پھر فلاں میں جائے گا ، پتہ نہیں کہاں کہاں تک جائے گا اور یہ ظاہر بات ہے ، پوری دنیا جانتی ہے ، وہ کہے نہ کہے لیکن یہ پوری دنیا جانتی ہے کہ اس بل کی ضرورت کس لئے پیش آئی ، ایک شخص کو بچانے کے لئے یا چند افراد کو بچانے کے لئے ۔

جناب عالی! اگر ہم ایک قتل کے مقدمے میں جو کہ سب سے زیادہ اہم مقدمہ ہوا کرتا ہے ، ایک انسان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہوتا ہے ، سپریم کورٹ کے کسی بھی بنچ کا فیصلہ آخری تصور ہوتا ہے اور وہ آخری فیصلہ ہوتا ہے اس کے خلاف کوئی اپیل وغیرہ نہیں ہوتی ہے لیکن اگر توہین عدالت میں زیادہ سے زیادہ کوئی سزا بھی کسی ممبر کو مل جائے ، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس کی ممبرشپ ختم ہو جاتی ہے اور کوئی زمین تو نہیں ہل جاتی ہے ، نہ آسمان گر جاتا ہے ، سب کائنات ٹھیک ٹھاک چل رہی ہوتی ہے لیکن قتل کے کیس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ کسی بھی بنچ کا ہو وہ آخری فیصلہ ہوتا ہے جب کہ توہین عدالت کے سلسلے میں اگر کسی کے بارے میں یہ شبہ ہو یا یہ جرم ثابت ہو جائے کہ اس نے توہین عدالت کی ہے تو زیاد ہ سے زیادہ اس کی ممبرشپ ختم ہو جاتی ہے اور اس مقدمہ اور اس مقدمہ میں آسمان و زمین کا فرق ہے یعنی حساسیت کے حوالے سے اس کی الگ نوعیت ہے اس کی الگ ۔ تو اگر اس کو یہ حق ملنا چاہئیے ۔ کیا اس قتل کے جرم میں سپریم کورٹ کے فل جج کو یہ حق نہیں ہے ، کیا یہ قانون سازی نہیں

ہو رہی ، کیا اس کے لئے وہ بل لا رہے ہیں کہ اگر سپریم کورٹ کے کسی بنچ نے کسی کو قتل کی سزا سنا دی یا ہائی کورٹ کی سزا برقرار رکھ دی پھر اس کے بعد فل کورٹ بیٹھ کر اس فیصلے پر نظر ثانی کرے ۔اگر قتل کے کیس میں یہ حق کسی کو حاصل نہیں ہے تو توہین عدالت جو اس سے بہت ہی کم جرم ہے جب اس کی سزا اس سے بہت ہی کم ہے تو یہ ان کو، یعنی جو قانون میں تضادات ہیں یا ان کی آراء میں جو تضادات ہیں ان کے جو دلائل اور فلسفے میں تضادات ہیں، اس سے پتہ چل رہا ہے کہ اس کی نیت جو پیچھے کارفرما ہے وہ ٹھیک نہیں ہے ۔ وہ کسی ملک کے حوالے سے نہیں بلکہ ایک قوم کے لئے، ایک ادارے کے حوالے سے یا ادارے کو مضبوط کرنے کے لئے نہیں بلکہ چند افراد کو بچانے کے لئے، چند شخصیات کو بچانے کے لئے ہے۔ اسی لئے ہم اس بل کی مخالفت کرتے ہیں کہ اگر واقعتاً کوئی قانون سازی ہو، کوئی آئین سازی ہو، اس پورے ملک کو ، اس سسٹم کو، قوم کو، ملت کو، تمام اداروں کو سامنے رکھ کر اس کے مفاد کے لئے، اس کی خیر کے لئے، اس کی بھلائی کے لئے کوئی بل ہو، قانون سازی ہو تو یقیناً ہم خوش آمدید کہتے ہیں، ہم ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ اگر قانون سازی کی بنیاد یہ ہو اور خصوصاً آئین ، یہ تو ایک اور بہت بڑی مصیبت ہے کہ ، آج تو ان کے پاس دو تہائی اکثریت ہے اور یہ یقین کیجئے کہ یہ قوانین ان کے گلے میں پھر پھنس جائیں گے ، اسی لئے ہماری بدبختی یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں بھی اس طرح قوانین بنائے جاتے تھے۔ جب ہاتھ ان کے گلے میں پڑ گئے، ہم اس وقت بھی ان کو کہا کرتے تھے کہ آپ معروضی حالات ، اپنی مخصوص سیاسی پالیسی اور سیاسی طرز حکمرانی کو سامنے رکھ کر قانون نہ بنائیں، یہ تمہارے لئے پھر مصیبت بن جائے گی۔ہمیشہ سے ہمارے ملک کی یہی مصیبت ہے کہ آج ہم قوانین بنا لیتے ہیں کل یہی قوانین ہمارے گلے میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہم ملک کو مد نظر رکھ کر قوانین نہیں بناتے ہیں بلکہ ہم اپنی مخصوص سیاسی جماعت یا سیاسی پالیسی ، اپنے طرز حکمرانی کو سامنے رکھ کر اس کی بنیاد پر قانون سازی کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ قانون ہمارے گلے میں پڑ جاتے ہیں۔

جناب والا! اس قانون پر اس حوالے سے کوئی بحث نہیں ہے، یہ کہتے ہیں کہ یہ اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ دلائل ہمارے سامنے لائیں۔قرآن مجید کی کون سی آیات ہیں، کون سی ا حادیث ہیں، فقہ میں کسی بھی بڑے امام کے فقہ کا کوئی حوالہ دیں کہ فلاں فقہ کا یہ فلسفہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا واقعتاً وہ جو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

ہیں' جناب والا! اسلامی نظریاتی کونسل ایک ادارہ ہے اور آئینی ادارہ ہے' انہوں نے اتنے بنڈل سفارشات کے مرتب کئے اور کروڑوں روپے اس پر خرچ ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں اور خرچ ہوئے ہیں' کبھی ان کو یہ زحمت ہوئی' کبھی انہوں نے یہ گوارا کیا کہ ان سفارشات کے مطابق قوانین کو بنادیں۔ آئین کو از سر نو ترتیب دیں' جو ہمارے آئین کی دفعات ہیں ان کے جو تقاضے ہیں ' ہمارے ملک میں جو آئین نے تحفظ بھی دیا ہے' کیا آئین میں یہ دفعہ موجود نہیں ہے کہ ملک میں فحاشی' عریانی ' لچر پن جارحیت جو ملک میں ہے' اس کے جو اڈے ہیں' شراب کے اڈے ہیں' زنا کے اڈے ہیں' ہماری روایات' ہماری ثقافت' ہماری تہذیب تباہ ہو رہی ہے' کیا یہ حکومت نہیں دیکھ رہی ہے' کیا یہ ہمارے آئین کا تقاضہ نہیں ہے۔ آئین کا تقاضہ صرف ان کو یہاں نظر آیا ہے کہ وہاں سپریم کورٹ سے ان کو شو کاز نوٹس ملا۔ جناب والا! اگر واقعتاً اسلامی حوالے سے انہوں نے کام کرنا ہے' اسلامی تقاضوں کو' قرآن و حدیث کو' جو سود ہے ' جو اللہ نے ان کو اپنے خلاف اور اپنے پیغمبر کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ (عربی میں قرآن کی آیت پڑھی گئی) (ترجمہ، اگر تم اس سود سے دست کشی نہیں کرو گے ' سود سے باز نہیں آؤ گے تو اعلان جنگ کرو میرے خلاف اور میرے پیغمبر کے خلاف)۔ جناب والا! اگر آئین کی اسلامی روح کو زندہ کرنا ہے تو اس کے علاوہ بہت سے اور کام بھی ہیں۔

جناب چیئرمین، بہت شکریہ جناب۔ بہرحال جب وہ آئیں گے تو اس پر بحث ہو گی۔ جو آج معاملہ ہے اس پر کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی شکریہ جناب آپ کا وقت پورا ہوگیا۔

حافظ فضل محمد، جناب ایک منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: اچھا چلیں ایک منٹ اور لے لیں۔

حافظ فضل محمد، پچاس سال اسی میں گزر گئے جناب والا! کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اور ہمارے ملک کی کوششوں کا بھی آپ کو تو پتہ ہے کہ بند' نیم تاریک کمروں میں کمیٹی بیٹھ جاتی ہے' وہاں پر بسکٹ اور چائے منگوا کر پی لیتے ہیں' پھر برخاست ہوگیا۔ یعنی نشستند' گفتند' برخواستند۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک کی یہی کوششیں ہیں۔ لہذا

ہم اس بل کی ان بنیادی وجوہات کی بنیاد پر مخالفت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی مولانا ستار نیازی صاحب۔

مولانا عبدالستار خان نیازی: چیئرمین صاحب! آپ کے سامنے جو کچھ مولانا فضل صاحب نے ارشاد فرمایا ہے، وہ خود اپنی تردید کر رہے ہیں۔ خود کہہ رہے ہیں کہ سود کے متعلق، فحاشی کے متعلق قانون بننا چاہیئے۔ یہ بات کہ contempt of court کے اندر کوئی عدالت ایسا کرے کہ contempt ہے یا نہیں ہے۔ اس کے فیصلے کے بعد ختم ہوجائے گی۔ قرآن کا حکم ہے (قرآن کی آیت پڑھی گئی)

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ حافظ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ آپ شریعت کے ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ آپ نے ابھی کہا ہے کہ قرآن سے دلیل دو تو " اللہ تعالی کے حکم میں کوئی اپنے آپ کو شریک نہیں کر سکتا" ۔ یہاں پر Contempt of Court کے اندر کوئی عدالت اس کے خلاف ہے یا کسی اور کے خلاف ہے کوئی فیصلہ دے اس کے لئے انڈیا کے اندر، امریکہ کے اندر، انگلستان کے اندر باقاعدہ اپیل موجود ہے ۔ یہ بحث کہ آپ سود کے خلاف نہیں ہو، یہ آپ اپنی بات کی خود تائید کر رہے ہیں۔ یہاں پر بھی اگر Contempt of Court کے اندر وہ کہتا ہے کہ Contempt of Court ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وزیراعظم کے اس اعلان کے بعد کہ میں حاضر ہو گیا ہوں، اس اعلان کے بعد کہ میں عدالت کا احترام کرتا ہوں، میں عدالتی بینچ سے معذرت کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں، اس کے بعد اس کے جاری رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ علیٰ کل شی قدیر نہیں ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپیل کا حق مانگ رہے ہیں۔

(interruption)

Mr. Chairman: Please , I know it, I am dealing with that matter.

آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ۔ It is my responsibility to deal with him. مولانا صاحب میں آپ کو عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو مقدمہ ہے وہ زیر بحث نہیں ہے اور اس کے بارے میں آپ کوئی اظہار خیال نہ کریں۔ آپ اس اپیل کا جو حق ہے اس کے بارے میں بات کریں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انڈیا اور دوسرے ملکوں میں یہ حق رکھا گیا ہے جب کہ یہاں پر نہیں ہے ۔ اب اس میں ایک تبدیلی کر دی گئی ہے کہ سب جج ہوں مل کر فیصلہ کریں اس کے لئے شریعت کے اندر فیصلے موجود ہیں۔ ایک دفعہ ایک قاضی نے فیصلہ دیا لیکن علی مرتضٰی نے فرمایا کہ یہ فیصلہ غلط ہے کہ آپ نے سزا دی ہے لیکن یہ عورت حاملہ ہے اس پر حد جاری کرنے سے دو جانوں کا قتل ہو گا۔ اس لئے یہ فیصلہ غلط ہے۔ علیٰ ھٰذ القیاس حضرت فاروق اعظم حق مہر کے متعلق فرما رہے تھے کہ "خدا سے ڈر کیا کہہ رہے ہو ، ان عورتوں کو سونے کے ڈھیر بھی دے دو، دے نہیں سکتے"۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قاضی جو آپ کا امیر المومنین ہے وہ قاضی بھی ہے اور حاکم بھی ہے ۔ تو آپ نے کہا لوگوں سنو میں نے یہ نہیں کہا ، مجھ سے مدینے کی عورتیں بھی قرآن زیادہ جانتی ہیں ۔

میں آپ کو ایک اور واقعہ بتاؤں کہ عمر بن عاص کے بیٹے نے ایک بلی کو مارا، گھوڑے کی دوڑ تھی تو اس کو درہ مار دیا وہاں پر عمر بن عاص نے اس کا فیصلہ گھر میں کر لیا تو فاروق اعظم نے فرمایا یہ فیصلہ تم گھر کے اندر نہیں کر سکتے تھے بلکہ پبلک کے اندر فیصلہ کرنا چاہیئے تھا۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی موجود ہیں ۔ ججوں کے فیصلے ، قاضیوں کے فیصلے پر اعتراض ہوا یہاں بھی اگر Contempt of Court کے اندر ہم موقع دے رہے ہیں ، ایک جج کے علاوہ اور جج ہوں ، اور ججوں کی تعداد ہو وہ فیصلہ کریں۔ اگر وہ اس کے لئے دلیل دیں ، قرآن پاک پیش کریں، حضور (صہ) کی سنت پیش کریں ، اجماع امت کا مسئلہ پیش کریں تو پھر بات بنتی ہے۔ اس لئے آخری فیصلہ کہ " کوئی جج کوئی ایسا فیصلہ کرے جو قرآن سے ٹکراتا ہے ، سنت سے ٹکراتا وہ مسترد کیا جا سکتا ہے۔" لیکن اس کے لئے ان کو دلیل دینی ہو گی Contempt of Court کے فیصلے کے لئے قرآن کی دلیل دینی ہو گی ۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اگر شریعت سپریم لاء ہو تو کوئی کسی کے تابع نہیں ہے ، سب شریعت کے تابع ہیں، جج بھی وزیراعظم بھی ، سب تابع ہیں ۔ اس لئے مولانا کا یہ کہنا کہ شریعت نافذ ہو وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے ، نافذ ہونی چاہیئے .لیکن ہم صرف حق مانگ رہے ہیں کہ کوئی فیصلہ بھی کرے اور وہ شریعت کے پیش نظرکرتا ہے، اور قرآن کی آیات پیش کرتا ہے ، حدیث پیش کرتا ہے تو پھر اس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکے گا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to you for having given me this opportunity and I will be brief and to the point with reference to the Bill. First of all sir, there are two preliminary objections that I would like to raise. No. 1 that the Bill has not been validly passed by the National Assembly of Pakistan and therefore, it cannot be transmitted to the Senate of Pakistan and it can not be brought under discussion today.

Rule 32 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly contemplate, Tuesday to be a Private Members Day and on Private Members Day all other businesses except Private Members business cannot be taken into consideration. No motion was moved for the suspension of rules and therefore, the Bill has not been validly passed. The other point Sir, the rules were suspended on the 17th for the 18th. Now this is a new Parliamentary tradition that we are setting then that is something else. But what in actual fact should have happened was that the order of the day should have come at 12.00 o'clock midnight and then the honourable Minister should have moved.

Mr. Chairman: But I think there is a provision in the Constitution that no proceeding in the Assembly can be challenged on the irregularity of the procedure.

Mian Raza Rabbani: Sir, I have just raised this point before you. I knew you would say this.

Mr. Chairman: I just draw your attention to that

یہ ہوتا ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I have just raised this point before you.

The other objection that I would like to raise is that would the honourable Minister be please.

(interruption)

Mr. Chairman: Article 69.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am aware of Article 69, the other point and I wish this pointation of 69 should have come from the Minister of Parliamentary Affairs and not from the Chair, but nontheless, the other point that has to be raised is that will the Government tell us which Bill are we passing today in the Senate? Because I would like to draw your attention to two Bills which the Government has circulated as being transmitted from the National Assembly to the Senate. Which of these two Bills is to be taken into consideration? Because the English Bill which is in English says, in sub-section (2) of section 1 which shall come into force with effect from the 1st day of November 1997 and the Urdu Bill says

کہ same sub-section میں کہتا ہے یہ بل فی الفور نافذالعمل ہو گا۔ اب ایک بل کہہ رہا ہے کہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔ ایک بل کہہ رہا ہے کہ جی یہ پہلی نومبر ۱۹۹۷ء سے نافذالعمل ہو گا۔ تو یہ پہلے منسٹر صاحب ہمیں بتائیں کہ ان دونوں میں سے کونسے مسودے نیشنل اسمبلی نے پاس کیے ہیں ؛ اور ان دونوں میں سے کونسا مسودہ سینٹ نے پاس کرنا ہے؟ یا آیا یہ دونوں بل پاس کیے جائیں گے۔

Mr. Chairman: I think as far as the Bill before me which I am considering and putting before the House is in English version.

میاں رضا ربانی، جناب یہ اردو version بھی تو circulate ہوتا ہے۔ اردو version جو ہے۔ اس کی circulation کہتی ہے فی الفور۔

Mr. Chairman: Correct, the official version is the English version.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب جو لوگ انگریزی نہیں پڑھ سکتے ان کے لئے کیا ہے؟

جناب چیئرمین: ان کے لئے اس کا ترجمہ ہونا چاہیئے ناں۔ اس کا صحیح ترجمہ ہونا چاہیئے اگر نہیں ہوا تو یہ غلط ہے۔ وہ صحیح کروا دیں۔ but what I am clarifying is, English version is a correct version اس کا جو ترجمہ صحیح ہو گا وہ درست تصور کیا جائے گا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب میری بات سنیں ۔ آپ کو یہ کیسے پتہ ہے۔How do youknow, sir?

Mr. Chairman: I am saying the correct version is the English version . This is the version

Always in all legislations the authentic version is the English version. جو ہمیشہ ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب میری بات سنیں ۔ اگر یہ چیز پوائنٹ آؤٹ نہ کی جاتی تو پھر آپ کیا پاس کراتے ۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر بھی یہی ہوتا ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جو لوگ انگریزی نہیں پڑھ سکتے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ انگریزی version کو دستخط کرکے صدر کو بھیجا جاتا ہے ۔ ۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔صدر جس پر دستخط کرتے ہیں وہ انگریزی version ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب آپ میری بات سنیں ۔ ہم نے اور رضا بھائی نے یہ پوائنٹ اٹھایا ہے کہ نیشنل اسمبلی نے اس چیز کو غلط طور پر پاس کیا ہے ۔ وہاں پر ہوا کیا ہے ۔ ہوا یہ ہے ۔۔ میری بات سنیں ۔۔۔

جناب چیئرمین۔ ان کو تقریر کر لینے دیں ۔ اس کے بعد ۔۔۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب وہ تقریر کریں گے ۔میں اس پوائنٹ پر آپ کے دو

منٹ لینا چاہتا ہوں ۔ یہ بہت ضروری بات ہے ۔میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے وہاں قومی اسمبلی میں جو بل پیش کیا ہے 'وہ یہ تھا کہ فوری نافذ العمل ہوگا ۔ بعد میں انہوں نے کیا کیا۔ When the session was going to be prorogued. فوراً لاء منسٹر اٹھتے ہیں اور ایک امنڈمنٹ پاس کر دیتے ہیں ۔ وہ امنڈمنٹ پاس ہوئی ۔وہ بل آپ کو ریفر ہوا لیکن جب وہ ریفر ہوا تو آدھے بل میں یہ رہ گیا کہ یہ فوری نافذ العمل ہے اور آدھے بل میں یہ رہ گیا کہ یہ پہلی نومبر سے نافذ ہے ۔یعنی اتنی gross violation آپ ایک چیز کو retrospective effect دے رہے ہیں۔وہ بھی اتنے بھونڈے انداز میں ۔ آپ ان کی اتنی حمایت نہ کریں کہ آپ کا اپنا نام خراب ہو جائے۔

Mr. Chairman: Let me clarify. This morning , I read before you a messsage of the National Assembly transmitting the Bill . The Bill which was transmitted is in English. We always pass the English version. It is the English version which is sent to the President for assent. So, the official version is the English version.

اگر اس کی translation غلط ہے تو وہ غلط تصور ہوگا۔اگر صحیح ہے تو صحیح تصور ہوگا۔

The official version is the English version.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب میں آپ کو اس کی وجہ بتا رہا ہوں کہ یہ نوبت کیوں آئی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ انگلش version آیا ہے ۔ اردو نہیں آیا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب پھر یہ کیوں ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ انہوں نے ترجمہ کیا ہوا ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔وہ ترجمہ نہیں کیا ہوا ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا جی ' رضا ربانی صاحب ' please جی جناب رضا ربانی صاحب' please your point has been noted. رضا ربانی صاحب کو تقریر کرنے دیں ۔

No interference in his speech. Yes, please.

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, sir, I knew what would be the fate of both of these objections but for the record, it was essential that these gross violations, that are being committed in the name of the supremacy of parliament, should be brought on the record and it should remain there for history to see that what was the quality of the legislation that was taking place. Sir, I would not dwell further on these two points but I would just now straightaway come down to the objectives and reasons that have been given in the Bill.

First of all, sir, an impression, and at this the Law Minister is a passmaster, an impression has been created which is contrary to fact that the judgement of the Supreme Court and the Shariat Court, in some manner or another, are related with or pertaining to or dealing with the Contempt of Court Act. This perception needs to be clarified that these were in respect of the Army Act and had nothing to do whatsoever and there was nexes whatsoever between them and the Contempt of Court Act.

Now coming down to the stretching of the principles, because they will say that it was the principle which has been enunciated there and it is on the basis of that principle that we are doing.

First of all, let me raise this point here that the judgement of the Supreme Court, that the honourable Minister for Parliamentary Affairs has quoted, is a judgement of 1989. Now after 1989, is it not a fact that is the government of Pakistan twice the Muslim League was in office. If that is the fact, if that is the reality of history then why did it escape the attention of the Government of Pakistan the Muslim League at that time; that there is this

principle , which has been enunciated by the Supreme Court of Pakistan, which has been followed up by the Federal Shariat Court of Pakistan. and that this principle needs to be translated into law, why did the Government at that stage not do it ? For the simple reason that this is a Nawaz Sharif's specific law because at that moment, there was no case of contempt of court that was pending before any of the Superior Courts against the Prime Minister. So, therefore, they did not feel the necessity to bring about this law. That is why I say that on this very basis, this is malafide legislation, it is malafide legislation because it is being done with a specific case in mind and the malafide is further intensified, the malafide is further intensified by the fact that at the last moment in the National Assembly of Pakistan an amendment was made whereby the original Bill that they had floated also carried that this Bill shall come into force immediately, but no, they had to make it explicit, they had to make it abundantly clear that the present case against Nawaz Sharif should fall under its ambit and therefore, it has been said that the Bill shall come into effect from the Ist of November, 1997, thereby giving it retrospective effect.

We have heard sir, a great deal about the concept of appeal. We have heard a great deal that we believe in the concept of appeal, if they believe in the concept of appeal sir, then why is there a contradiction. Yasin Wattoo Sahib would remember that when the 14th amendment was being discussed, you would remember, it was being discussed in your chamber, the Opposition was at that time clammering that let there be some form of appeal before a Member is subjected to the discipline of the 14th amendment. But the Government was emphatically of the view that no, there is no need. Then there was also the question of the Anti-Terrorist Law, so where is the concept of appeal, the appeal

has only come into play because they feel that Mr. Nawaz Sharif is in Jeopardy.

Sir, I would like to draw your attention to the fact that what is stated in the Objects and Reasons of the Bill has to be viewed in juxtaposition to three statements, three statements, one issued by the Prime Minister on the 20th of October, the other issued again by the Prime Minister on the 24th of October and what were the statements? The one on the 20th of October stated that we will differenciate between individuals and an institution, he further said that the Government will make a reply......, Sir, on the 20th of October, the Prime Minister states that the Government cannot ignore the views of the Judges of the Supreme Court on this case, then again on the 24th of October, the Prime Minister again states that the descent in the Supreme Court cannot be ignored and then earlier to this on the 17th of September the Law Minister makes a statement, in which he says that the recommendations made by the Chief Justice in any matter are not final thereby implying even in the matter of the Constitution of benches.. So, therefore, it is in the backdrop of these three statements in which they want to politicize the institution of the judiciary, in which they want to bring about a split in the judiciary itself because a look at sub section 2(a) which is being sought to be brought in Section 10 of the Contempt of Court Act, you would find that it is fully reflective of the statements that have been made by the Prime Minister and by the Law Minister. Sir, this is an attempt to bring about a division within the judiciary itself.

The other point sir, that I would like to make at this stage is that again an incorrect position has been stated in the Statement of Objects and Reasons. Para No. 2 states and this is line 1, 2, 3, 4 "the Act is amended to provide for that where original order is made by a bench of the Supreme Court and intra court

appeal shall". So, the impression that is being sought to be created by the Statement of Objects and Reasons is that this is only pertaining to an order, original order which has been made by the court. But if you turn back to the bill itself and if you look at sub section 2(a) which is being introduced as the amendment, it says "an intra court appeal shall lie against the issuance of a show cause notice or an original order including an interim order". So, here again the question of defection, if you are providing an appeal against the show cause why don't you go ahead and say it in the Statement of Objects and Reasons. Why are you misleading the legislature, why are you misleading the people at large that no, we are only providing an appeal against the original order.

Sir, I would further like to state that they are talking about the supremacy of the Parliament and amendment in Section 1 of the bill making it specific to the 1st of November, 1997, is reducing this Parliament to a House which is there only to make laws specific to save the Prime Minister. You would recall sir, that when the Representation of the People Act was amended during the tenure of the caretaker government, Nawaz Sharif's Ministers in the shape of Abida Hussain, Mandokhel and Shahid Hamid were present in the cabinet. The ordinance at that time of the Representation of People Act was amended in as much the term of "defaulter" was amended so that he would not fall within the ambit of that Act. Then, when they came into power, that ordinance was allowed to lapse by their government for the simple fact that Nawaz Sharif should not fall under the ambit of the term defaulter. That Nawaz Sharif does not have to make a declaration of his assets, that was contemplated by that ordinance and by an earlier ordinance which had been promulgated during our tenure in office that a yearly submission of assets and liabilities of the elected

representatives before the Election commission. Then you look at the Ehtisab Bill. The Ehtisab Bill's commencement date also provides for a saving clause in as much as the period of Nawaz Sharif as Chief Minister, Punjab and the period of Nawaz Sharif as Prime Minister during his first tenure are excluded from the ambit of law hereby again showing that this law is based on malafide intent but they do not end over here, sir. The Depository's Act, the Central Depository's Act of 1997, Section 9 of that Act provided that the details of accounts can now no longer be furnished for the simple reason to give cover to Mian Nawaz Sharif and to his cronies, this Act has been amended and here today once again we are witnessing the enactment of a totally new legislation, a single person's specific legislation, a legislation....

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Haji Javed Iqbal Abbassi Sahib, please no point of order.

جب تقریر کوئی ہو رہی ہو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا please sit down ۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ غلط روایت نہیں ڈالیں ۔ میری درخواست ہو گی کہ دونوں طرف سے کوئی غلط روایت نہ ڈالیں جب ایک ممبر بول رہا ہو اس کا حق ہے please let him speak حوصلہ رکھیں۔ جی ربانی صاحب ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, as I was saying that this is a single person specific law therefore malafide. Sir, I would now like to draw your attention to another fact, to the absurdity that is there in this law. If you look at section 2(a) it says that an intra court appeal shall lie against the issuance of a show cause notice or an original order including an interim order passed by a bench of the Supreme Court, in any case including a pending case to a larger

bench consisting of all the remaining available judges of the court within the country. Now sir, according to my information since 1993 till date, there are approximately 85 to 90 various contempt cases which are pending in the Supreme Court of Pakistan. Now these cases which are pending and out of these my information is that there are three or four cases from Karachi and there are three or four cases from Lahore in which the Qabza Group is also involved. Now this would mean that where one judge or a bench of two judges has issued a show cause notice by virtue of this law would now go into appeal. So that would mean that the strength of the Supreme Court is 17 that would mean that either 15 judges or 16 judges will have to assemble to hear their appeal and in the meantime , the most important point is for the Qabza Group , and in the meantime their order will stand suspended, this is the Islamic way of justice and how ridiculous it is sir, you are aware of it yourself. There is a bench of the Supreme Court at Lahore, there is a bench of the Supreme Court at Karachi, that means that when is it going to be physically, let us forget everything else but how is it going to be physically possible to get judges out from Karachi that means cases at Karachi would then suffer, to get judges out from Lahore that means cases at Lahore would suffer and then they would all sit over here in two rows because I am sure the court cannot make 15 to 16 judges sit so like in a cinema ,they will sit in two rows and hear cases against the show cause notices being issued to the Qabza Groups, and they have been talking the whole day about Islamic provisions, Islamic provisions allow Qabza Groups to take hold of my property, this is an absurdity of the law sir. I mean it is one thing to try and save one individual but to put the entire nation and yesterday the Law Minister was making a firey speech in the National Assembly and saying Oh! that is the Prime

Minister who does not want special favours for himself but he wants that every citizen should have an opportunity before law. What is this opportunity? My property is being taken over by a Qabza Group. I get a restraining order from the court and that Qabza Group violates the same, I file contempt proceedings files an appeal against the show cause and for thirty days he has the period of thirty days to file an appeal and then it will be fixed before sixteen to seventeen judges from Karachi, Lahore, Peshawar and Quetta will get together and then will start hearing my case in the meantime,

میرا تو تیہ پانچا ہو گیا جناب ۔ اگر construction ہے تو construction ہو گئی، اگر دیوار توڑنی ہے تو دیوار توڑ دی بلڈنگ توڑنی ہے تو بلڈنگ توڑ دی ۔ جناب یہ تو absurdity ہے اور تمام باتوں کو اگر آپ چھوڑ بھی دیں تو اس کو اسی نکتہ پر اگر آپ دیکھیں تو جناب یہ کہاں پر ہمیں لے کر جانا چاہتے ہیں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ،

This is totally out of the scheme, there are other friends of mine who would like to speak also so I will pointwise explain in two minutes I will wind up, that is totally out of the scheme, that has been provided for by the Constitution of Pakistan and Article 188, it is totally against the scheme of thing.

The other point is sir, that in actual fact it is not one appeal but there are, if there is an interim order then there are three occasions for an appeal, first he will appeal against the show cause then he will appeal against the interim order and then he will appeal against the original order. So you are providing for three appeals. What are they trying to do?

Sir, in the end I would just like to say that it is a most unfortunate thing that this legislation has been brought because it was a confrontation between an individual, between the Prime Minister and the judiciary on personal

reasons. In that confrontation the executive was first brought in and it was turned into an executive judiciary clash then the falmes of the executive judiciary clash were extended to the Parliament and now once again an attempt has been made to pit Parliament against the judiciary and when institutions are pitted against one another, I am forced to say that it appears as if Mr. Nawaz Sharif has adorned upon himself the role of a local Gorbacheuv where he wants to break down all institutions of the State, where he wants to break down and weaken all the institutions functioning under the Constitution of Pakistan. He is now becoming the local Gorbacheuv of Pakistan whereby he wants to put at stake the entire nation, he wants to put at stake the entire system just in order to save his ownself. I would, therefore, sir most humbly beseech all Parliamentarians across the board that it is time to rise above party considerations, elect a new leader, let Parliament elect a new leader, let the Pakistan Muslim League and its allies see through their term of office but he has forced this confrontation upon himself and let him now pay for that. Let not Parliament, let not the system of democracy, let not the people of Pakistan pay for the deeds of the local Gorbacheuv. Thank you , sir.

جناب چیئرمین: شکریہ جی ۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو ۔ اب جناب چیئرمین! میرے خیال میں وقت مقرر کر دیں تو بہتر ہو گا ۔

جناب چیئرمین: نہیں اب چوں کہ ساری پارٹیز کی نمائندگی ہو گئی ہے اب مختصر ۔ شفقت محمود صاحب ٹائم ہے we have a little time ۔ تقریریں چھوٹی چھوٹی کریں آپ لوگ، اسی لئے میں کہہ رہا ہوں as long as you are brief all of you can get a chance جی شفقت محمود صاحب کیوں کہ یہ بڑے to the point ہوتے ہیں ۔ صرف دو تین منٹ کیونکہ اعتزاز

احسن صاحب نے بھی ابھی بات کرنی ہے۔

Mr . Shafqat Mehmood: Thank you Mr . Chairman . *Bismillah-ir-Rehman-ir-Rahim*. Sir, my learned brother Mr. Raza Rabbani has so brilliantly demolished the legal arguments in this case and the context of this case that I was wishing that you, sir, was a judge over here rather than a Presiding Officer of this House because the brute majority is finally going to come into affect and all these, not only correct legal arguments but the way he has presented direction , in which we are heading and the way he has warned us about the big foss in which we are going to fall collectively. I wish that my learned brothers, honourable friends sitting on the other side of the House, would realise that for a minute because, sir, we were summoned to Islamabad is an air of crises over here.

I am not a lawyer, I am not going to make any deep legal arguments. But we are in the midst of a crises and this crises is self created and this crises has become almost farcical, and this farce is reaching a point where, as my friend has hinted at, that there is a danger then the curtain may be pulled down on it and this farce is becoming worse because, as many of our friends have pointed out before that, the very institution that has been sought to be protected, the very institution on whose behalf this battle is being wedged , is treated in such cavalier fashion, in so much contempt.

Sir, are we talking about contempt over here? Just think about the contempt with which the Parliament is being treated. I mean, I remember, sir, that when the 14th Amendment was being passed and all of you will also remember, sir, how many members had the final draft of the amendment in front of them. There were only two members actually, sir, besides yourself, who had

the draft of the final amendment, a Constitutional amendment mind you, the Leader of the House, the Leader of the Opposition and you, sir, and when I got up and I said that what will I tell my grand children that I have passed a Constitutional amendment which is not even in front of me. So, I insisted that I, atleast, want to have the formality of having the draft of the Constitutional amendment in front of me.

Mr. Chairman: So, I hope your grand children will be satisfied now.

Mr. Shafqat Mehmood: And then, sir, the draft of the Leader of the House was rushed to me. So, is not this a contempt that the honourable member of the House, sitting over here passed a Constitutional amendment, without that amendment being in front of them. So, sir, what has been said is so correct because if we are going to, ourselves, treat the institutions whose fight we are supposed to be fighting. Whose battle we are supposed to be wedging. If we are going to treat them with contempt, sir, then these will not survive and that is the danger, sir, that looms ahead.

It is not just a question of his struggle that is going on between Mr. Nawaz Sharif and the judiciary or the Prime Minister saying it is a matter of my egoes why must do this. It is not just a question of changing laws . It is an attitude, it is an attitude towards the entire system that has been constructed with certain basic checks and balances in that system. It is an attitude that no checks, no balances, should remain.

Look at the track record, sir, that the Government came here with a so called heavy mandate, heavy mandate, yes, and the Government said and Mr. Nawaz Sharif in his speeches said that I am going to do development and that is my

priority and what did he set out to do? First through the 13th Amendment, he tried to demolish, whatever powers that the Presidency may have had. Then through the 14th Amendment, he set out to demolish the Parliament so that all the members should not have the temerity and the audacity to question what he does. And then people were saying there, much before this even started to happen. The people were saying that the next target is judiciary and low and behold that is exactly what happened that within a few months, an attack was launched on the judiciary. The judiciary was told that no we are going to this way and that way, we will have a parallel system. We will have anti-terrorist courts whose appeal will not be heard by the Supreme Court, infact the Supreme Court did not figure in the draft law of the Anti-Terrorist Court.

So, a judicial system of his own liking was sought to be created, in a sense according to their own thinking, after demolishing the President, after demolishing the Parliament, a judicial system of their own liking was to be created and the terminology was so vague that in any case the Government wanted to send to the Anti-Terrorist Court, could be sent there. So, صدر کو بھی مات کردیا، پارلیمنٹ کو بھی مات کردیا، اب judiciary کو بھی مات کریں۔ therefore,

But What has not been realized, sir, that conceptually, theoratically, by a practice, democracy is a balance between competing sectors of powers. Democracy is not just one election, that you get the elections conducted and then you come and you do exactly what you like. Under the garb of democracy, dictatorship cannot be enforced. Democracy is a culture, democracy is a mind set, democracy is a way of life. So, in that way of life, in that culture, in that mind set, you have to love competing centres of power, you have to, in a sense

confine yourselves to what is yours and let the other competing centres of power put a check on you. But if you try to disturb this balance, if you refuse to acknowledge this balance, if you say that this balance is not acceptable to me. Then, sir, what happens, exactly what has happened now, because that balance cannot be disturbed otherwise what is the use of having democracy. So, sir, I think there is a need for my friends on that side.

جناب چیئرمین: جی جناب اب وائنڈ اپ کر لیں۔

جناب شفقت محمود: جناب والا! جی میں وائنڈ اپ کر رہا ہوں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو آپ پارلیمانی نظام کے بیلنس کو disturb کرنے کا سوچ رہے ہیں اور کچھ آپ کر بھی چکے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ غور کریں اور جمہوریت کے کلچر کے بارے میں بھی غور کریں۔ اس کی جڑوں کو کھوکھلا نہ کریں۔ اپنے پیر خود نہ کاٹیں، ہم سب کو بھی ساتھ سزا نہ دیں۔ کوشش کریں کہ یہ جمہوریت کا کلچر قائم رہے، اس میں جو competing centres of power ہیں وہ قائم رہیں، اس میں آپ کی بھی بقاء ہے اور ہماری بھی بقاء ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو وہ جو لوگ آج کل کہہ رہے ہیں، بہت سارے لوگ کہہ رہے ہیں کہ

دل کا جانا ٹھہر گیا
صبح گیا یا شام گیا

بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی جناب صفدر عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میری جگہ اقبال حیدر صاحب کو وقت دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! اگر آپ نہیں چاہتے تو میں تقریر نہیں کرتا۔ اگر آپ کی خواہش نہیں ہے تو میں آپ کی خواہشات کا خیرمقدم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میری خواہش کی بات نہیں ہے، میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا

ہوں کہ اب چونکہ سب پارٹیز کے لوگ ہی ہیں تو مختصر بات کریں۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! ہر اہم debate میں آپ مجھے نظرانداز کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ، جہاں پارٹی پوزیشنز ہوں تو وہاں پھر پارٹی کے لیڈر کو موقع دیا جاتا ہے۔ وقت ہو تو پھر سب کو موقع دیا جاتا ہے۔ اب دیکھیں آپ نے کل تقریر کی، سب کو آپ نے رلا دیا۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: نہیں جناب والا! میں نے کسی کو نہیں رلایا، cold ہے اور میرا گلا بیٹھا ہوا ہے، اس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی تقریر کا کافی اثر ہوا ہے۔ کل کافی پریشان ہو گئے تھے۔۔۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! وہ غلط impression پڑا ہے، یہ ایسے نرم دل نہیں ہیں کہ یہ لوگ روئیں، ان کے اوپر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے اور میں تو point by point جاؤں گا کیونکہ آپ شاید مجھ پر وقت کی قدغن لگانے کا سوچ رہے ہیں۔ پہلے نہیں لگی تھی۔۔۔۔

جناب چیئرمین: I am sorry وہ اب سب پر لگے گی۔ پہلے لیڈر بات کر رہے تھے۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! تو موجودہ حکمرانوں کی قانون سازی کی حکمت عملی تو مکمل طور پر واضح ہے کہ ان کی نظر میں وہ قانون سازی اہمیت کی حامل ہے جس سے کہ ان کی گردن بچ جائے۔ تمام تر قوانین ، اہم جتنے قوانین بنے ہیں آج تک اس حکومت کے دور میں۔ تیرہویں ترمیم کا مقصد اپنے آپ کو مستحکم کرنا، محفوظ کرنا، چودہویں ترمیم کا مقصد تمام ممبران پارلیمنٹ کے حق اختلاف کو ختم کرنا۔ آج جب contempt of court کا سامنا کرنا پڑا تو انہیں contempt of court act یاد آ گیا، اس میں ترمیم کی۔ یہ پوری پارلیمنٹ کا، پارلیمانی نظام کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

کسی پیغمبر اسلام نے، کسی خلیفہ نے، کسی امام نے ، ایک مثال بتا دیں کہ انہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے کوئی فتویٰ دیا ہے، بات کرتے ہو تم اسلام کی، وہ کون سی حدیث ہے، وہ کون سی آیت قرآنی ہے جو کسی پیغمبر نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے کی ہو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی میں ان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ کسی کو disturb نہ کریں۔ جی آپ صرف Chair کو address کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی آپ بیٹھیں، میں راجہ صاحب کی بات سن لوں۔

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اقبال حیدر صاحب بعض اوقات آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے، یہ یہاں پہلی دفعہ نہیں آئے ہیں اور دوسروں کے بارے میں اس قسم کے بازاری الفاظ استعمال کرنا بہت تکلیف دہ بات ہے۔۔۔

سید اقبال حیدر: کون سا بازاری لفظ استعمال کیا ہے میں نے۔

راجہ محمد ظفرالحق: یہ آپ نے جو بات ان کو کہی ہے، میں repeat بھی نہیں کرنا چاہتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی ایک منٹ بیٹھیں، اگر وہ لفظ بازاری نہیں بھی ہے تو بھی اپنے colleague کو یہ لفظ کہنا صحیح نہیں ہے۔

میاں رضا ربانی: تو یہاں پر لاءمنسٹر کھڑے ہو کر باتیں کرتا ہے وہ کون سے عمدہ الفاظ ہیں۔ اس وقت راجہ صاحب کو خیال نہیں آتا کہ یہ الفاظ بازاری ہیں۔

جناب چیئرمین: میری آپ سے گزارش ہے کہ کوئی interfere نہ کریں جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو۔ and I would request to the honourablee members, please address the chair تو پھر زیادہ بات ہو سکے گی۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری تاریخ اسلام میں کوئی بھی ایسا موقع نہیں ہے کہ کبھی بھی کسی نے، کوئی ایک موقع مجھے بتا دیں، اسلام اسلام کی باتیں کرتے ہیں یہ، اسلام یہ کہتا ہے کہ حق اپیل ہونا چاہیئے، اسلام کے نام کو جس طریقے سے غلط انداز سے یہ لوگ استعمال کر رہے ہیں، مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور سزا دے گا۔

کیونکہ ہماری اسلامی روایات میں قطعاً یہ نہیں لکھا کہ پورے ایوان کو، پوری پارلیمنٹ کو، پورے اختیارات کو اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لئے استعمال کرو۔ بلکہ ہمارے اماموں، خلفاء کی ترتیب تو یہ تھی کہ جب جنگ میں حضرت علی علیہ السلام نے دشمن کو زیر کر لیا اور دشمن جب زیر ہو گیا اور جب حضرت علی نے تلوار اٹھائی تو دشمن نے ان کے منہ پرتھوک دیا تو حضرت علی فوراً اس دشمن کے اوپر سے اٹھ کر چلے آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا امام یہ آپ نے کیا کیا، کہنے لگے کہ اگرمیں اس حالت میں کافرکو بھی قتل کرتا وہ اللہ کے نام پر قتل نہ ہوتا بلکہ میرے ذاتی انا کا سوال آ جاتا، اس لئے میں نے چھوڑا ہے۔ ذاتی انا، ذاتی مفادات، ذاتی ہوس کی جتنی مذمت میرا مذہب اسلام کرتاہے ، کوئی نہیں کرتا اور جتنا ذاتی مفادات، ذاتی انا کی ہوس موجودہ حکمرانوں کی ہے اتنی شاید ہی کسی کو ہو کیونکہ تمام قوانین کا تعلق ان کی ذات سے ہے، عوام سے نہیں ہے ایک تو یہ ۔ آج ان کو یہاں تک خیال نہیں ہے، کیا وجہ ہے، خواتین کی نشستن کیوں نہیں بحال کرتے کیونکہ اس میں ان کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے، ذاتی دو ٹکے کا فائدہ انہیں نہیں ہے، اس لئے خواتین کی نشستین بحال نہیں کرتے، غیر متنازعہ معاملہ ہے۔ جناب چیئرمین! دوسری گزارش یہ ہے جو بل بذات خود totally contemptuous ہے۔

it by itself commits contempt of court and the Bill by itself is fully contemptuous and drafted in a manner that it brings the judiciary into disrepute and openly alleges that there are judges who are biassed, that there are judges who are prejudice, that there are judges who are partisan.

I refer to the first sub-section (2) (a) it reads an intra-court appeal shall lie against issuance of a show cause notice or an original order including an interim order passed by a bench of the Supreme Court in any case, including a pending case, to a larger bench consisting of all the remaining available judges, it means that any judge who has issued a show cause notice is presumed to be, is assumed to be biassed, is assumed to be partisan, it assumed to be also unfit to be on the bench. This is a comtempt by itself.

A judge is presumed to be independent, a judge is presumed to be

impartial, a judge is presumed to be fair and that is part of his oath. If you allege or insinuate that a judge is partisan, he violates the oath and becomes unfit to be ajudge, not to talk of sitting on the bench. Sir, this is a clear cut contemptuous law. What a reflection on the Parliament would be in the eyes of the world.

Secondly Sir, if the case of contempt is not contempt of individual judge, say for example, there is a contempt of the institution . So any judge becomes disqualified from sitting on a bench, if the institution is being brought into disrepute by anybody and next one is sir, that appeal against what? Appeal is a right of every citizen and in all good laws, there has to be appeal against judgement. Appeal without a judgement is an unheard of concept. Appeal without a trial. They are saying that the mere show cause notice is issued, trial has not begun and right of appeal is there. Sir, I challenge the Law Minister, show me one statute in England or America or in any civilized world where a right of appeal is given before trial. Right of appeal is given before judgement or right of appeal is given against a show cause notice. It is against the basic maxims of law. What the Law Minister appears to be totally ignorant and oblivious of law, he better learn law first and then assume this office.

This is a joke sir, you are giving a right of appeal without trial. You are giving a right of appeal without judgement. So that is making a mockry of the whole things and then sir, you are providing for suspension, now mere fact _ a show cause notice is issued, the proviso reads that the order shall remain suspended untill the final disposal of the matter. It means, you are stalling the proceedings of contempt.

It means you are installing the proceedings of contempt. Suppose ,

mere appeal has been filed, then stay order is granted and it would frustrate the action of contempt.

Lastly, one more point on appeal, who has complained or demanded or felt the need for appeal ? Is there any resolution of Pakistian Bar Council, is there any recommendation of Pakistan Law Commission? Is there any demand from any Bar or Judicial Offices that there has to be a right of appeal in cases of contempt in the Supreme Court or I put it otherway now, is there any case in which any individual has suffered on account of denial of appeal or absence of appeal. Not one, because what happened , you will remember the honourable Supreme Court had convicted Mr. Aslam Baig in a contempt case. Very serious contempt case, in that contempt case sentence was set aside by Supreme Court itself. There was no right of appeal. How could the Supreme Court set aside that sentence? There was a power to review and the power to review is sufficient power and check against any mis-appreciation of evidence or wrong award of sentence and Sir, this Bill clearly violates Article 204 and Article 188 and Article 191 of the Constitution of Pakistan. It is in conflict with it.

Article 204 provides for contempt of court and the Law Ministry and the whole Governemnt has been ignorant of this Article of the Constitution. It is in direct conflict with the Constitution. What sort of drafting of the law they are doing that the court shall have no power to punish any person.

(interruption)

Syed Iqbal Haider: To save time I will not read the whole thing. Abuses for interference, scandalizes the court.

Mr. Chairman: Now please wind up, please.

Syed Iqbal Haider: No, no, Sir. That I am stating that in exercise of powers conferred on a court by this Article, it may regulate it by the rules made by the Court. The exercise of power the Constitution confers under sub-Article (3) of Article 204, The power on the court to regulate its proceedings.

Mr. Chairman: Subject to law, it is written.

Syed Iqbal Haider: Yes, Sir, subject to the law but the law has to be in harmony with Article 204.

جناب چیئرمین- اب آپ وائنڈ اپ کر لیں - میرے خیال میں وقت نکلا جا رہا ہے کیونکہ اعتزاز احسن صاحب نے بات کرنی ہے -

Syed Iqbal Haider: Sir, I am not going to be irrelevant. Article 188

جناب چیئرمین- نہیں یہ بات نہیں ہے - اب وقت کی بات ہے -

سید اقبال حیدر -اچھا میں آپ کو اسی لیے پورا آرٹیکل نہیں پڑھ رہا - میں معمولی سے ----

جناب چیئرمین- نہیں آپ نے کہا تھا کہ پوائنٹ واتر- آپ پوائنٹ next بتا دیں کہ کیا ہے -

سید اقبال حیدر- جناب پوائنٹ ہے کہ آرٹیکل 188 کے تحت سپریم کورٹ کے جو اختیارات ہیں وہ سلب کیے جا رہے ہیں - وہ جنرل پاور ہیں -

To do complete justice in any case or matter pending before it, including an order for the purpose of securing attendance of a person or for production of any document etc. My contention is that by prescribing the most ridiculous procedure for dealing with the contempt cases, the Supreme Court has been usurped of its powers to regulate the proceeding itself and the power is given and conferred to Supreme Court under Article 191 or is subject to the

Constitution , the Supreme Court may make rules regulating the practice and procedure of the court. Now this is the power of the court. This is the domain of the court guaranteed under the Cosntitution. This law cannot usurp that power of the Supreme Court.

Mr. Chairman: Again it is subject to the law.

وہ آپ بھول جاتے ہیں۔ بار بار مجھے یاد دلانا پڑتا ہے۔

Syed Iqbal Haider: Sir, subject to the law does not mean that law to be in conflict with the Constitution.

Mr.Chairman: Thank you Iqbal Haider Sahib.

سید اقبال حیدر۔ آخری بات جناب ۔ آج کا ڈان پڑھ لیں کہ جو crisis اس موجودہ نااہل حکومت نے پیدا کیا اس کے نتیجے میں کیا ہوا ہے Rupees 11 billions loss in one single day on political uncertainty

جناب چیئرمین۔ جی جناب مسعود کوثر صاحب ۔ صحیح بات ہے بالکل مختصر جی We don't have time at all اقبال حیدر صاحب کافی ہو گیا ہے۔جی مسعود کوثر صاحب آ پ کو بھی وقت تھوڑا تھوڑا ملے گا جی مسعود کوثر صاحب۔

سیدمسعود کوثر۔ شکریہ جناب میں بہت ہی مختصر بات کروں گا۔

Mr. Chairman: I think you are always very relevant and to the point that is why I have given you time that you may complete your speech.

سیدمسعود کوثر۔ شکریہ جناب والا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور پانچ منٹ سے زیادہ بولنے کی کوشش نہیں کروں گا ۔جناب والا ! میں اس issue پر کہ اس موجودہ حکومت نے اب تک جو بھی legislation کی ہے وہ کسی پبلک کے مفاد کے لئے نہیں کی بلکہ ذاتی مفادات کے لئے کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی ایک history ہے ۔ ایک تو وہ مسلم لیگ تھی جس کے قائد محمد علی جناح تھے پھر شامت اعمال آئی تو ان کے جو سیاسی قائد

تھے وہ بھی مرحوم ضیاء الحق تھے لیکن وہ ڈھکی چھپی بات نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات کا نام لے کر بات کرتے تھے انہوں نے آئین کے آرٹیکل 41 میں اپنی ذات کو داخل کرتے ہوئے Clause 7 میں وہ کہتے ہیں

Notwithstanding anything contained in this Article or Article 43 or any other Article of the Constitution or any other law Gen. Muhammad Zia-ul-Haq in consequence of the result of the referendum , the difference is here the heavy mandate held on the 19th day of December, 1984 , shall become the President of Pakistan in all country.

جناب والا ' بات یہ ہے کہ اگر ہم بات کرتے ہیں اصول کی' اگر ہم بات کرتے ہیں آئین کی' اگر ہم بات کرتے ہیں rule of law کی تو اس کے لئے اس آئین میں ایک Federal concept رکھا گیا ہے ایک Parliamentary concept رکھا گیا ہے اور اس میں checks and balances کا سسٹم رکھا گیا ہے۔ اس آئین میں legislator کی اپنی powers ہیں Executive کی اپنی powers ہیں اور Judiciary کی اپنی powers ہیں - یہ بڑا delicate balance ہے جس کو جمہوری ممالک میں قائم کیا جاتا ہے۔ جب بھی اس بیلنس کو disturb کرنے کی کوئی کوشش کی جائے گی تو وہ جو Constitutional concept ہے ایک Parliamentary democracy کا وہ ڈسٹرب ہو جاتا ہے - جناب والا آپ نے دیکھ لیا کہ اس آئین میں بہت سے ایسے آرٹیکز ہیں جو کہ Judiciary کو protect کرتے ہیں - Judiciary کو اس لئے protect کرتے ہیں کہ جناب والا آرٹیکل 66 میں privileges ہیں کسی بھی ممبر کی کہ وہ اس ہاؤس میں کوئی بات کرسکتا ہے اور اس کو باہر کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کسی individual کے خلاف کوئی بات ہو تو وہ باہر جا کر پریس کانفرنس کرسکتا ہے ۔لیکن پوزیشن ایسی ہوتی ہے کہ اگر Judiciary کو ridicule کیا جائے' اگر ججوں کی عظمت کو متنازعہ بنایا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں نہ قانون کی حکمرانی رہ سکتی ہے نہ اس ملک میں قانون نافذالعمل ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آرٹیکل 68 میں انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر بھی پابندی رکھی ہے۔ آپ کسی بھی جج کے کنڈکٹ کو پارلیمنٹ کے اندر زیر بحث نہیں لاسکتے ۔ اب what you can't do directly you cannot do indirectly یہاں پر جناب والا کیا ہوا۔ یہاں پر اس ایوان میں عدلیہ پر تنقید کی

گئی اسے ridicule کیا۔

جناب چیئرمین۔ اس ایوان میں--

سیدمسعود کوثر۔ نہیں ، قومی اسمبلی میں ' .I am sorry قومی اسمبلی میں اسے ridicule کیا۔

جناب چیئرمین ۔ ,And again you see ہمارے رولز میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ دوسرے ہاؤس کی proceedings کو زیر بحث نہ لائیں۔

Syed Masood Kausar: I am sorry, what I am saying is ---

جناب چیئرمین ۔ وہ صحیح کہتے ہیں جو چیز directly allowed, indirectly بھی not allowed. You can't bring National Assembly's discussion here.

سیدمسعود کوثر۔ جناب والا! آئین کا آرٹیکل 204 بھی punish کرتا ہے اور عدلیہ کے right کو protect کرتا ہے۔ ایک بات جو یہ بھول گئے ہیں وہ شاید یہ ہے کہ آرٹیکل 63 بھی ہے اور آرٹیکل 63 کہتا ہے کہ اگر کسی نے جوڈیشری کو ridicule کیا تو He will stand disqualified. اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف ان کا دھیان نہیں گیا۔ اس کے لئے کل یہ دوسرا قانون لائیں گے ۔

Sir, very briefly I will read out the relevant article. Article 63 (g).

پہلے کہتے ہیں کہ A person shall be disqualified from being elected or chosen or from being a member of the Majlis-e-Shoora if پھر میں 'g' پہ جاؤں گا۔

If he is propagating any opinion or acting in a manner prejudicial to the ideology of Pakistan or the sovereignty, integrity or security of Pakistan or morality or the maintenance of public order or the integrity or independence of judiciary of Pakistan or which defames or brings into ridicule the judiciary or the armed forces of Pakistan.

جناب والا! Armed Forces of Pakistan and Judiciary کو اسی لئے protection دی گئی ہے کہ وہ سیاسی لوگ نہیں ۔وہ جلسوں میں اپنی position explain نہیں کر سکتے ۔وہ

پریس کانفرنس کے ذریعے اپنی position explain نہیں کر سکتے ۔اس لئے دنیا کے ہر جمہوری ملک میں یہ تحفظ دیا گیا ہے کہ ان کے conduct کو anywhere نشانہ نہیں بنایا جا سکتا اور یہ جناب والا! contempt act of 1979 ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ترمیم بھی ان کی مدد نہیں کر سکتی ۔ اس لئے ان کی مدد نہیں کر سکتی کہ اس میں contempt of court کا جو ذکر ہے اس میں ridiculing the judiciary نہیں آتی تو اس میں بھی یہ سزا یافتہ ہو سکتے ہیں یا کوئی بھی ہو سکتا ہے ۔

جناب والا! آخری بات میں یہ کہوں گا کہ سپریم کورٹ کی تین jurisdictions ہیں ' ایک سپریم کورٹ کی original jurisdiction ہے ۔ ایک اس کی appellate jurisdiction ہے ۔ ایک اس کی supervisory power کی jurisdiction یا review power کی jurisdiction آپ سمجھ لیں ۔ کیا کسی معاملے میں اگر سپریم کورٹ اپنے original jurisdiction میں اپنے اختیارات استعمال کرتی ہے تو پھر اس کے آئین میں اپیل کی provision کہاں ہے ۔ میرے خیال میں کسی معاملے میں بھی ' contempt of court کو آپ چھوڑ بھی دیں ، کسی اور معاملے میں جہاں پر سپریم کورٹ کی original jurisdiction ہوگی وہاں پر appeal کی provision ہو نہیں سکتی ۔ اس لئے جناب والا! توہین عدالت کے کیس میں ،جہاں تک ہائیکورٹ کا تعلق تھا وہ کوئی بےوقوف نہیں تھے جنہوں نے پہلے یہ قانون بنایا۔ ان کو بھی یہ پتہ تھا کہ جب ہائیکورٹ میں کوئی conviction ہوگی تو اس کی اپیل سپریم کورٹ کو ہوگی لیکن اگر سپریم کورٹ اپنی original jurisdictionمیں کوئی فیصلہ کرتی ہے تو اس کے خلاف اپیل کی کوئی provision نہیں ہو سکتی ۔یہ ایک ایسی anomaly ہے جو اگر یہاں allow کی گئی تو اور جگہوں پر بھی اس کو allow کرنا پڑے گا میں سمجھتا ہوں کہ on the whole جیسا کہ مجھ سے پہلے میرے دوستوں نے کہا ہے کہ یہ قانون سازی بدنیتی پر مبنی ہے ۔اس ترمیم سے کسی ایک ذات کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ ترمیم آئین کی پوری سکیم کے خلاف ہے اور ان تمام آرٹیکلز کے خلاف ہے جو superior judiciary کو protect کرتے ہیں کہ ان کی integrity کو' character کو اور ان کی duties میں کسی قسم کی بھی مداخلت نہ ہو ۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین ۔جناب طاہر بزنجو صاحب۔

جناب محمد طاہر بزنجو۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں اپنی پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے اس بل کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے جناب چیئرمین! کہ ہمارے ملک کی پچاس سالہ سیاسی زندگی میں ہمیشہ ایک مخصوص قوت نے مملکت کے بنیادی ستونوں کو آپس میں لڑا کر، آپس میں دست و گریبان کر کے جمہوری اداروں، پارلیمنٹ اور آئین کا مذاق اڑایا۔ اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس پارلیمنٹ خور قوت نے 1988 سے لے کر آج تک تین جمہوری اداروں کا خون کیا اور اب اس پارلیمنٹ کو بھی ٹھکانے لگانے کے لئے یہ قوت بے چین اور بے قرار نظر آتی ہے۔ یہ کہنا کہ یہ بل ایک مخصوص شخصیت کو بچانے کے لئے لایا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں ایسا نہیں ہے کل اگر محترمہ بینظیر بھٹو اس ملک کی وزیر اعظم بنی تھیں تو عوام نے اس پر اعتماد کا اظہار کیا تھا اور وہ اس کا جمہوری حق تھا کہ وہ اس ملک کی وزیر اعظم بنیں اور آج اگر میاں نواز شریف پر عوام نے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے تو یہ بھی اس کا جمہوری حق بنتا ہے کہ وہ قوم کی قیادت کریں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ہمارے نامور پارلیمنٹیرین بہت ہی تجربہ کار ہیں۔ ہمارے قائدین مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں میرے خیال میں وہ مجھ سے اتفاق کریں گے کم از کم اگر ہم 88 سے صورتحال کو لے لیں تو دیکھا عموماً یہ گیا ہے کہ وہ پارٹیاں جو اپوزیشن میں ہوتی ہیں یا اکثر و بیشتر وہ پارٹیاں بھی اس پارلیمنٹ اور قوت کا آلہ کار بن جاتی ہیں۔ جب وہ پارلیمنٹ کا خون کرنے جا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے میری سب سے یہ درخواست ہے کہ اپنے نظری اور فکری اختلافات سے قطع نظر یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے، چاہے وہ پارٹیاں اپوزیشن میں ہیں، چاہے برسراقتدار ہیں، کہ اس سسٹم کو بچانے کے لئے پارلیمنٹ کی بالادستی کو یقینی بنانے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر لائحہ عمل بنائیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ جناب چیئرمین صاحب بہت شکریہ۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جناب چیئرمین! کافی دیر سے ہم تقاریر سن رہے ہیں اور اس چیز کو گیلری میں بھی اور باہر کی دنیا بھی ہمیں دیکھ رہی ہے اور انتظار کر رہی ہے کہ ہم اس ملک اور قوم کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ اس وقت ملک جس نازک دور اور حالات سے گزر رہا ہے اور عوام جن مشکلات میں

گھرے ہوئے ہیں ہم یہاں جو کچھ کر رہے ہیں اس سے عوام مطمئن نہیں ہیں۔ وہ چاہ رہے ہیں کہ ان حالات سے ہم کیسے نکلیں۔ ہماری ترقی خوشحالی اور ملک کی سلامتی کے لئے یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم یہاں جو کچھ ہمیں پہلے کرنا چاہئے تھا ہم وہ اس وقت کرتے ہیں جب ہمارے سر پر بات آ جاتی ہے اور اس وقت پھر یہی اعتراضات ہوتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے کر رہے ہیں یہ چیز ہمیں پہلے ہی سوچنی چاہئیے تھی اور ایک زندہ قوم اور وہ قوم جو اپنے مستقبل کی سوچتی ہے وہ یہ چیزیں پہلے سے کرتی ہیں لیکن ہماری بدقسمتی سمجھیں کہ پچاس سال ہم نے ضائع کئے۔ آج اگر ہم اس چیز کو یعنی اس بل کو پاس کر رہے ہیں یہ بھی ایک بہت اچھا قدم ہے کیوں کہ آئین میں ہر جگہ اپیل کا حق موجود ہے اور اگر یہ چیز ، ہم کوئی نئی چیز نہیں کر رہے ہیں صرف اپیل کا حق دے رہے ہیں اور یہ ہونا چاہئیے اس وقت ہم نے اگر یہ پچاس سال ضائع نہ کئے ہوئے ہوتے اور ہم نے اس ملک کو جس مقصد کے لئے بنایا ہوا تھا اور اس مقصد کو آگے بڑھاتے اور اس راستے پر چلتے تو آج ہمیں یہ دن اور یہ حالات دیکھنے نہ پڑتے ۔ ہمیں وہ نظام سب سے پہلے نافذ کر لینا چاہئے جس کے لئے ہم نے یہ ملک بنایا۔ ہم آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں جس کے لئے عوام نے قربانیاں اور ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دی ہیں ان کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں ہمیں چاہئیے کہ ہم وہ نظام لائیں جس میں پوری انسانیت کی فلاح ہے جس میں پوری انسانیت کی خوشحالی اور اس ملک کی بقاء ہے۔ جناب چیئرمین ہم اس بل کی مخالفت نہیں کرتے اور اگر کوئی ادارہ یا شخص سمجھتا ہے کہ ہمارے خلاف ہے ایسا نہیں ہے بلکہ یہ پورے ملک کو حق دیا جا رہا ہے اور ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ اس کی حمایت کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم وقت ضائع کریں اور ایک دوسرے کو کہیں کہ وہ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو آگے بڑھائیں ہمیں کام پر توجہ دینی چاہئیے۔ ہمیں وہ کام کرنا چاہیئے جو ہمارے ملک اور قوم کی فلاح کے لئے ہو۔

جناب چیئرمین ، جی جناب اسماعیل بلیدی صاحب بہت تھوڑا کیونکہ آپ کے قائد نے تائید کر دی ہے ۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : یہ ایک اہم بل ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ خلفائے راشدین کی بات آج اس ہاؤس میں ہو رہی ہے۔ افسوس کہ میں نے پہلی دفعہ کہا تھا کہ یہاں اسلامی

نظام لایا جائے تو کسی نے اس طرف دھیان نہیں دیا اور آج دونوں طرف سے اسلام پر بات ہو رہی ہے اور یہ ابھی محسوس کر رہے ہیں کہ بغیر اسلامی نظام کے اس ملک کا کوئی بچاؤ نہیں ہے۔ جناب مجھے افسوس ہے اور میں اس بل کی اس لئے مخالفت کرتا ہوں، میری پارٹی کی طرف سے جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے کیونکہ یہ عدلیہ کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ جب ایک فل بنچ چیف جسٹس تشکیل دیتا ہے تو اس کا کمانڈر یا امیر خود ہوتا ہے۔ وہ جب فیصلہ دیتا ہے اسلامی روایات کے مطابق ، جب مشورے کے بعد امیر ایک فیصلہ دیتا ہے تو اس پر کوئی اپیل نہیں کی جاسکتی۔ اسی بل کا مقصد دوبارہ اسی سپریم کورٹ کے اندر جسٹس پیدا کرنا، ان کو confuse کرنا ایک فل بنچ ایک فیصلہ دیتا ہے دوسرے جو جج بچے ہوئے ہیں ان کو ان کے خلاف منانا یہ پورے ملک کے ساتھ ایک تماشا کے مترادف ہے میں سمجھتا ہوں کہ لوگ انتہائی tension میں ہیں اور ہمارے عوام یہ کہہ رہے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ خدارا ! یہ جو ایڈوائیزر جو ہمارے پرائم منسٹر کو مشورے دیتے ہیں وہ اس کے دوست نہیں ہیں بلکہ ان کے دشمن ہیں ۔ وہ اس ملک کے دشمن ہیں۔ خدارا ! عدلیہ سے ٹکر ختم کریں ۔ کیونکہ بیرونی دنیا بھی یہ تماشا دیکھ رہی ہے، عدلیہ آزاد فورم ہے۔ اس کے ساتھ پارلیمنٹ کا ٹکراؤ آج اپنی حلیف جماعتوں سے مجھے شکوہ ہے کہ وہ نظریات رکھتے ہیں اس کے باوجود بھی وہ آنکھیں بند کر کے اس بل کو سائن کر رہے ہیں جبکہ دہشت گردی کے بل کے حوالے سے ہم نے کہا تھا کہ بھئی یہ غلط ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ غلط نہیں ہے۔ بعد میں انہوں نے پوری قوم سے معافی مانگی۔ لہذا میں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو حکومتی بنچوں پر لوگ ہیں ان کو بولنے دیں۔ وہ دو آدمی کہتے ہیں کہ آپ نہ بولیں۔ یہ کیا ہے۔ سب کو بولنے کا حق ہے اس ہاؤس میں ۔ وہ اپنے ضمیر کی باتیں کریں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ خدارا ! اگر وہ اس بحران کو ختم نہیں کر سکتے تو ہم اس میں ثالثی کے لئے تیار ہیں۔ ہم آکر ان کو بچائیں گے کہ جھگڑا کیا ہے۔ پوری قوم کا کوئی خیرخواہ نہیں ہے ، کسی کو اس ملک اور قوم کی فکر نہیں ہے۔ اس سے پہلے ہزاروں لوگوں کو اسی سپریم کورٹ نے پھانسی کی سزا سنائی تھی اس وقت یہ بل یہ ترمیم ان کو یاد نہیں آئی۔ آج یاد آئی تو آج تو صرف ایک ذاتی مفاد اور ایک بندے کو ایک وزیراعظم کو بچانے کے لئے کیا گیا ہے۔ کہ اگر آئینی طور پر اس کو کوئی سزا دی گئی تو اس میں کون سی آفت ٹوٹ پڑے گی۔ ایک بندہ ہے اس سے تو کوئی ادارے ختم نہیں ہوتے۔ لہذا میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا ! آپ سب آپس میں

مل جائیں کیونکہ اس میں مزید stay بھی ہو سکتا ہے کیونکہ یہی بل صدر کے پاس جائے گا۔ ایک مہینہ اس کو اختیار ہے اس کے بعد وہ دوبارہ بھی بھیج سکتا ہے کہ اس کو دوبارہ ڈسکس کرو۔ اس کے علاوہ وہ stay بھی کر سکتے ہیں عدلیہ کے پاس سارے اختیارات ہیں۔ وہ اگر کرنا چاہیں۔ خدارا ! پوری قوم پر رحم کیا جائے ۔ یہ بل عدلیہ کے خلاف ہے، پورے ملک کے خلاف ہے اس کو دوبارہ reconsider کیا جائے ۔ اس پر دوبارہ سوچیں ، اس کے لئے ہمیں بھی بلائیں اور ہم مشورہ بھی دیں گے۔ جناب والا! میں کل رات 12 بجے بیٹھا ہوا تھا ، اجلاس ختم کیا گیا اور دوبارہ بارہ بج کر پانچ منٹ پر تلاوت قرآن پاک کی گئی۔ جناب والا! جب ان کے پاس بھاری mandate ہے تو پھر ان کو کس کا خطرہ ہے کہ رات کی تاریکیوں میں یہ ایک بل کو پاس کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اپنے بھاری mandate کے ذریعے آئین کو bulldoze نہ کیا جائے ۔ خدارا ! اس قسم کا مذاق اس ملک کے ساتھ نہ کیا جائے ۔ ہم کہتے ہیں کہ آج بھی قومی اسمبلی اور سینٹ میں شریعت بل لایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی شیخ رفیق احمد۔

شیخ رفیق احمد۔ جناب والا! اس ایوان کا مقابلتاً کم گو رکن ہوں پچھلے چند ماہ سے جس طرح قانون سازی کی جا رہی ہے اس سے عوام میں جو تاثر پیدا ہو رہا ہے ، اس کے باعث پارلیمنٹ کا تقدس ، احترام اور وقار عوام کی نظروں میں بڑی تیزی سے گر رہا ہے ۔ حکومت کا تو تقدس اور احترام نہیں رہا ہے ہرشخص جب سودا سلف لینے جائے کسی جگہ سے سبزی ، گوشت یا کاپی کتاب وغیرہ لینے جائیں تو پہلا سوال جو دکاندار پوچھتا ہے، جو کل ان کا ووٹر تھا، کہ بھئی ان سے چھٹکارا کب ہو گا ۔ کونسا قانون بنتا ہے یا نہیں بنتا یہ تو قانونی مسائل ہوتے ہیں لیکن اس کا perspective میرے خیال میں بڑا خوفناک ہے جب لوگوں میں اس قسم کے تاثرات ہوں تو پھر back doors سے آنے والوں کے راستے کھل جاتے ہیں اور ان کو welcome کر لیا جاتا ہے ۔ اب تو اس کا تاثر اتنا کھلے طور پر ہے۔ ہمیں تو یہاں کچھ کہنے کی بھی ضرورت نہیں ۔ صبح سے جو بھی ملا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ یہ قانون نواز شریف کو بچانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا بھی احترام رہے اور پارلیمنٹ کا بھی احترام رہے اور حکومت کا بھی ہر حکمران پر ایک minimum criticism ہوتا ہے! یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ ان کے لئے چلو

لوگوں کے دلوں میں محبت نہ تھی تو نفرت کی وہ شدت تو پیدا نہ ہو۔ میں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں لاءمنسٹر موجود نہیں ہیں ، ریفرنس وغیرہ کی ضرورت پڑ جاتی ہے لیکن غالباً وہ اس لئے موجود نہیں ہیں کہ جب محترمہ بھٹو کی petition against the dissolution of the Assembly and dismal of the Government پیش ہوئی تھی اور محترمہ کے وکیل یہ کہتے تھے کہ larger bench ہونا چاہیئے تو وہ کہتے تھے کہ کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ جو یہ مطالبہ کر رہا ہے ، وہ contempt کر رہا ہے غالباً وہ آج اس نیت سے کہ انہیں یہ علم تھا کہ he will be vulnerable to this argument of the Opposition and even of his own members تو شاید اس لئے انہوں نے یہاں آنا پسند نہیں کیا۔

جناب والا! میں اس موقع پر ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ جو اس وقت embarrass ہو رہے ہیں ان کی embarrassment جگہ لیکن میں آپ کو اس سے بچانا چاہتا ہوں کہ ہر دوسرے تیسرے دن یہ ایک motion لے آتے ہیں کہ رول 236 کے تحت ہم تجویز کرنا چاہتے ہیں۔ میری suggestion یہ ہے کہ حکومت اگر چاہے تو رول 236 کو amend اس form میں کر سکتی ہے تاکہ آپ بیچ میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں Minister for Law and Parliamentary Affairs جب کھڑے ہو جاتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ جو بھی ہے "it is being considered necessary"۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس رول کو اگر اس طرح amend کر لیا جائے کہ

Whenever any member moves that any rule may be suspended in the application to a particular motion before the Senate and if the motion is carried, the rule in question shall stand so suspended

تاکہ رول میں آپ کی consent کا ذکر نہ آئے۔

جناب چیئرمین: اس پہ غور کر لیں آپ اپنی مرضی سے۔جی جناب اور کون رہ گیا ہے۔ جی اپنے راشدی صاحب۔ بہت مختصر جی اعتزاز احسن صاحب نے بھی بولنا ہے ابھی ۔ میرا خیال ہے میں اعتزاز احسن صاحب کو موقع دے دیتا ہوں پھر اگر وقت بچ گیا تو پھر آپ بات کر لیں۔ اب آپ کی پارٹی کی بھرپور نمائندگی ہو چکی ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی، جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے احساس ہے کہ وقت کی کمی ہے اور آپ پہ بھی تھکاوٹ کے آثار نمایاں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ہو جاتے ہیں جی۔ آپ پہ بھی نظر آ رہے ہیں کچھ۔

جناب حسین شاہ راشدی، جناب پہلی مرتبہ آج آپ نے دو مرتبہ انگڑائی لی ہے کرسی پہ بیٹھے ہوئے جو پہلے کبھی نہیں تھی۔

جناب چیئرمین: اچھا، مجھے تو یاد نہیں ہے جی۔

جناب حسین شاہ راشدی، گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے میں جناب وزیراعظم صاحب کے مشیروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی حکمت عملی سے وزیر اعظم صاحب کو اس نہج پہ پہنچایا۔ آج مجھے ذاتی طور پر خوشی ہے کہ مجھے وزیراعظم صاحب کے دیدار نصیب ہوئے اور وہ کل سے میں سمجھتا ہوں کہ نئے خلیفۃ المسلمین ہوئے ہیں۔ جب وہ کورٹ میں گئے تھے اور وہ آج تشریف لائے۔ اس سے پہلے ان کو نہ اسلام یاد تھا اور نہ کوئی اور چیز جو مذہب سے تعلق رکھتی ہے وہ ان کے ذہن میں آتی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ جناب وزیر پارلیمانی امور نے بھی دو احادیث کا حوالہ دیا، ان کو یہ احساس ہو گیا کیونکہ یہی دو احادیث انہوں نے اس بل کی support میں رات کو پڑھی تھیں۔

جناب یہ بل انتہائی خطرناک قسم کا ہے ۔ اس میں ہونا تو یہ چاہئیے تھا کہ اس کو opposition کے ساتھ اور دوسری پارٹیوں کے ساتھ مل کے draft کیا جاتا۔ ادھر ہمارے ہاں ایک روایت یہ پڑی ہے کہ Standing Committees کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جب کہ آپ کی بھی یہ کوشش ہے اور ہماری بھی یہی منشاء ہے کہ Committee System کو زیادہ مضبوط اور زیادہ موثر کیا جائے۔ اس عجلت میں پاس کیے گئے قوانین سے کمیٹی سسٹم مزید کمزور ہو رہا ہے۔

گزشتہ نو مہینوں سے جناب چیئرمین! آپ عینی گواہ ہیں کہ یہ جو بھی قانون لائے گئے ہیں وہ عجلت میں لائے ہیں۔ وہ rules کو suspend کروا کے لائے ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب یہ Leader of the House کے کمرے میں جاتے ہیں تو Leader of the House ان کو جمال گھوٹا پلا دیتے ہیں اور وہ اس اجلت میں آتے ہیں۔ کہ یہ قانون جلد پاس کر دیں۔

کسی بھی پارلیمنٹ، کسی بھی ہاؤس کی تکریم اور عزت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ عوام

جب دیکھتے ہیں کہ اس نے کس قسم کے قانون پاس کیے ہیں۔ وہ قوانین جو عجلت میں پاس کیے جا رہے ہیں آجکل ان کی کوئی عزت نہیں ہے اور ان کی عزت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ہم بھی عزت کا مقام لوگوں کی نظروں میں نہیں رکھتے ہیں۔

ان کا موقف یہ تھا کہ وہ جو دہشت گردی کا قانون لے آئے ہیں اس سے دہشت گردی بند ہو جائے گی۔ آپ نے دیکھا کہ جب بھی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس دہشت گردی کی وجہ سے دہشت گرد ہراساں ہو گئے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ پہلے ملکی مارے جاتے تھے اب اچھی خاصی کھیپ غیر ملکیوں کی بھی ماری جاتی ہے۔ پرسوں اٹارنی جنرل صاحب نے سپریم کورٹ کے سامنے کہا ہے کہ صاحب واقعی اس میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں۔ اب آپ ہمیں ہدایات دیں تو ہم اس پہ ترمیم کر دیتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو بعد کی خفت اٹھانی پڑتی ہے گورنمنٹ کو اس سے بہتر یہی ہے کہ اگر وہ اس ہاؤس میں سب کو مناسب موقع دے کہ ہم اس پر رائے زنی کریں۔ اس میں اگر کسی قسم کی ترامیم ہوں تو وہ ہم پیش کریں۔ اور اس کے بعد ایک موثر قانون بنایا جائے تا کہ بعد کی خفت سے ہمیں چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک اس بل کا تعلق ہے یہ خطرناک اس وجہ سے ہے کہ اس میں جو سپریم کورٹ کی ایک تکریم لوگوں کی نظروں میں تھی یا جس کا تعین آئین نے کیا تھا اس کی قطعی نفی ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! کچھ ادارے، کچھ عہدے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی تکریم لازم ہوتی ہے اور ان کو آپ challenge نہیں کر سکتے مثال کے طور پر جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں اس ہاؤس میں آپ کا فرمایا ہوا challenge نہیں ہو سکتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، صفدر عباسی صاحب تو کرتے رہتے ہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی، challenge نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین، پر وہ کرتے ہیں کیا کیا جائے پھر اس کا؟

جناب حسین شاہ راشدی۔ اس کے بعد آپ ہی کا فرمانا مستند ہوتا ہے اور وہی عمل میں آتا ہے۔ صفدر عباسی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ صاحب، جناب چیئرمین صاحب نے خدانخواستہ کوئی غلط فیصلہ دیا ہے۔ لہذا پورا ہاؤس ان کے خلاف اپیل سنے ۔ جناب اس ادارے کی

پوری عزت اور وقار ختم ہو جاتا ہے۔ جس طرح میرے بھائی جناب بیرسٹر مسعود کوثر صاحب نے کہا کہ فوج اور عدلیہ کو آئین میں تحفظ محض اس لئے فراہم کیا گیا ہے کہ وہ سیاسی بیانات نہیں دے سکتے ۔ وہ کہیں اور اپنے موقف کا اظہار نہیں کر سکتے اور کہیں بھی خود کو defend نہیں کرسکتے ۔ اس لئے آئین میں ان کو یہ تحفظ فراہم کیا گیا ہے ۔ آج یہ تو شرم کے مارے نہیں بتا رہے کہ وہ کونسے حالات ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ قانون عجلت اور اس تیزی میں لا رہے ہیں ۔ کچھ عدو کا خوف ہے کچھ شرم دامنگیر ہے ۔ وہ نہیں بتا رہے مگر ہم جانتے ہیں اور جس طرح یہاں برملا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ فقط ایک شخص کو بچانے کے لئے لایا جا رہا ہے ۔ مگر اس ایک شخص کو بچانے کے لئے ادارے کی قوت اور عزت جو خراب ہو رہی ہے اس کی میں ایک مثال دوں گا کہ انہوں نے کہا ہے کہ کسی کے خلاف بھی جو عدالت عالیہ کی توہین کرے اور عدالت عالیہ ان کو show cause notice دے ۔ تو وہ show cause notice suspend رہے گا اس پر عمل نہیں ہو گا ۔ اس میں contemner کو ، ہتک کرنے والے کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ تیس دن تک کوئی اپیل کرسکے ۔

جناب چیئرمین !روزانہ آپ یہ دیکھتے ہیں کہ S.H.Os کو ، پولیس والوں کو ، جیلرز کو یا جو سرکاری کارندے ہوتے ہیں وہ عدالت کے حکم کا اگر انحراف کرتے ہیں ، عدالت کے حکم کو نہیں مانتے ، تو عدالت ان کو show cause notice کرتی ہے ۔ اب انہوں نے پورا ایک پلندہ کھول رکھا ہے کہ اگر کل خدانخواستہ میں جا کر کسی عدلیہ کی توہین کروں تو مجھے یہ یقین ہے کہ عدلیہ مجھ پر کوئی اقدام نہیں کر سکتی۔ پھر ایک اور پہلو پر جناب وزیر پارلیمانی امور کی توجہ دلاؤں گا کہ ٹھیک ہے کہ آپ نے معروضی حالات میں، چونکہ پانچ ججوں نے وزیر اعظم صاحب کے خلاف شو کاز نوٹس ایشو کیا ہے ، تو آپ نے اس میں یہ شق رکھی ہے کہ ان کو چھوڑ کر بقیہ جج صاحبان اس اپیل کو سنیں گے ۔ میں ان سے پوچھوں گا کہ کل اگر کوئی کیس فل کورٹ کے سامنے آیا ہے ۔ فل کورٹ کے سامنے اور وہاں کوئی اس پورے فل کورٹ کی توہین کرتا ہے تو پھر right of appeal کہاں ہے ؟ وہ نہیں ہے ۔ پھر جس طرح یہ کہا گیا کہ اگر سپریم کورٹ کو یہ اختیار ہے کہ ایک جج سپریم کورٹ کا، پھانسی کی سزا دیتا ہے تو وہ آخری تسلیم کی جاتی ہے ۔ یہ نہیں ہوتا کہ سپریم کورٹ کے ایک جج نے اگر کسی کو سزا دی ہے تو پھر بقیہ جو ججز ہیں وہ اس پر اپیل سنیں ۔ کہیں تو کوئی حد فاصل کھینچنی ہوگی ۔ ۔ ۔۔۔۔

جناب چیئرمین-مہربانی کرکے وائنڈ اپ کریں ۔

جنابحسین شاہ راشدی-جی جناب میں ابھی کر رہا ہوں ۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو اقانون لایا گیا ہے قانون کا یہ تنکا بھی اس ڈوبتی نیا کو نہیں بچا سکے گا ۔ پھر جناب چیئرمین ! اس حکومت کا دعوٰی یہ ہے کہ فوری انصاف فراہم کرنا چاہتی ہے اور اسی مفروضے کی بنیاد پر انہوں نے دہشت گردی کا قانون لایا جس میں ایک مہینے کے اندر تمام پروسیڈنگز پوری کرنی ہیں ۔ اس قانون کی وجہ سے جو انصاف ہونا چاہیے تھا ، جو فیصلہ جلد ہونا چاہیئے تھا وہ ختم ہوتا ہے کہ یہ contemner کی مرضی ہے کہ عدالت عالیہ کی توہین کرکے ، اس کی ہتک کرکے ، اس کو گالیاں نکال کر چلا جائے ۔ اورتیس دن تک وہ آرام سے بیٹھا رہے---

جناب چیئرمین-یہ ساری باتیں ہو چکی ہیں جناب ۔

جنابحسین شاہ راشدی-جی ہاں جناب ۔ پھر جناب ایک آدمی نے ہتک کی ہے ۔ اس کی وجہ سے آپ سپریم کورٹ کے تمام ججوں کو توڑ کرکے ---

جناب چیئرمین-یہ تمام باتیں رضا ربانی صاحب نے کردی ہیں ۔ اب دہرا رہے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں شاہ صاحب بھی بات کرلیں ۔

جنابحسین شاہ راشدی-بس جی ایک منٹ ۔ اس سسٹم کو بڑا نقصان ہو رہا ہے ۔ راجہ رنجیت سنگھ نے جب انتقال کیا تو ان کی منکوحہ بیویاں اور پانچ داشتائیں ستی پر چڑھ گئیں ۔ اب اگر کل وزیر اعظم صاحب ستی پر چڑھتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر یہ مسلم لیگ کے اراکین اور پروفیسر ساجد میر بھی ستی پر چڑھ جائیں۔ مگر جناب ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہم تو خواہ مخواہ ستی پر چڑھیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین-جی سید قائم علی شاہ صاحب ۔ بہت مختصر جناب شاہ صاحب ۔

Syed Qaim Ali Shah : Yes Sir, I will be taking few minutes only.

Mr. Chairman : Not few minutes, only three minutes because. Today everyone has to talk.

Syed Qaim Ali Shah : Mr. Chairman, this Bill is really ill

conceived, ill advised badly drafted and sickening. It is totally negation of the basics and fundamentals of the Constitution and even it is the negation of the Act itself which is being amended. Sir, Parliament cannot take the powers of judiciary and be itself a judiciary and a Judge of its own cause, hear Sir, under this amendment, now the Parliament really has assumed the jurisdiction of Supreme Court. They have taken over the powers of transfer. They have taken over, in a way, the total jursidiction of the Supreme Court and has passed the stay orders by amending this Section 10 (2) (a), they have passed the stay orders . Now sir, you will see the section itself and then I will go in sequence first sir, the law already provides the jurisdiction. The contempt law has provided the jurisdiction wherein under Section 5 it has provided, how the jurisdiction will be assumed by the High Court or the Supreme Court, it says therefore, Sir, I will take two, three minutes because there are so many contradictions by introducing these amendments, there are contradictions which I think purposely they have avoided to mention or have not seen the law.

Now Section 5 says about the jurisdiction, the High Court or the Supreme Court on its own information or on the information laid before it by any person may take cognizance of an alleged commission of a contempt of court. Now the cognizance has already been taken by the Supreme Court and notice is issued, then the procedure is also provided that the Supreme Court shall have the power to take cognizance of any contempt of itself or of any Judge of a Supreme Court alleged to have committed anywhere and then High Court.

Now sir, I will confine only to the Supreme Court wherein the procedure is provided, how the Supreme Court will take cognizance and then even for transfer it in the Section 8 (1) which says that if there is any doubt about any

Judge then the Chief Justice is the authority, who will transfer the case from one Judge to the other Judge, not the legislator, who assumes the authority that the case should be transferred and be heard by not only full court, but all Judges of the High Court wherever they may be in the country. Now this is a funny clause sir, and is in a way committing the contempt of the Supreme Court, Sir, it is a very highly prestigious institution. We should not try and scandalize and add insult to the injury of Supreme Court.

Now sir, I will take only two minutes. I come to section 8. There are so many provisions. I will read only the relevant sub section of section 8. It says " If at any stage of a case in which the Chief Justice has passed order under clause A of sub section (2). The Chief Justice is of the opinion that in the interest of justice the case shall be transferred to another judge , he may pass an order accordingly, and their case then shall be transferred to that judge". Now, sir, here not only one chief justice has assumed the jurisdiction, not only two judges, A bench , has assumed the jurisdiction. My submission Mr. Chairman, is that it is a full court in a sense, 5 judges have shown the jurisdiction and issued notice. Now sir, notice is not a penalty. Notice is issued in every case. It is the principle of natural justice to give opportunity to any body against whom any charge is being framed to show cause. In so many cases sir, the decisions have been struck down by Supreme Court and high courts where show cause notice is not issued. And show cause notice is only issued to give opportunity to the accused to show whether there is a case against him. Sir show cause notice is not a penalty. It is in no way an action taken by Supreme Court against any individual or individuals. Therefore sir, it should not be appealable . There is no provision in law. I have not seen any law. I have also practice of 25 years.

Mr. Yaseen Wattoo Sahib will bear me out, he has been a practising lawyer, is there any provision in law where only on show cause notice, provision of appeal is given. Now, sir, here not only that there is no relief , if at all, any order is passed then sir, there is provision in the Constitution of review. Review is more effective remedy than appeal. And therefore, sir, one remedy or the other remedy is available to the person accused of any offence. Therefore, sir, there is no need of amendment in this law and the law is already effective and procedure is also provided when Supreme Court has assumed the jurisdiction, it cannot be ousted by the legislature who is only authorized and is sovereign to pass the law and not assume the jurisdiction of Supreme Court and pass order and judgement in any case. This is my submission.

جناب چیئرمین - جی اعتزاز احسن صاحب -

چوہدری اعتزاز احسن -جناب چیئرمین !میں، آج حقیقت ہے ، پہلے جناب قائد ایوان سے بھی گزارشات کر رہا تھا، ان کی بھی منت سماجت کر رہا تھا، ان سے یہی عرض کر رہا تھا کہ آج بڑے بھاری دل کے ساتھ میں اس فاضل ایوان کی کارروائی میں شامل ہوں - دل بھاری اس لئے ہے جناب چیئرمین کہ مسلسل کئی ایام سے یہ نظر آ رہا تھا کہ جناب وزیر اعظم اور ان کے وزراء اور ان کے مشیران پاکستان کی عدلیہ اور بالخصوص سپریم کورٹ کے ساتھ براہ راست ٹکر کی سمت میں بڑھ رہے ہیں یوں لگتا تھا کہ یہ تصادم ناگزیر ہے اور اگر جناب قائد ایوان توجہ فرمائیں گے -میں خاص طور پر چاہتا ہوں کہ آپ سنیں کیونکہ ابھی جہاں بہت سا پانی آئینی پلوں کے نیچے سے گزر چکا ہے ، وہاں ابھی بہت بڑا ریلا باقی ہے جو ان آئینی پلوں کو لگتا ہے کہ بہا کر لے جائے گا-

جناب چیئرمین صاحب! مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ان کے چہروں پر اس قدر بے خبری ہے کہ یہ سمجھتے نہیں - جناب! میں سب سے پہلے عرض کر دوں کہ ان کو اس قانون کے جواز میں جو فیصلہ پیش کیا گیا ہے اور جو قانون کے اغراض و مقاصد ہیں - اس میں بھی سپریم کورٹ کے

فیصلے کا حوالہ ہے کہ چونکہ سپریم کورٹ کے فیصلے میں کہا گیا ہے کہ ہر مقدمے میں کم از کم ایک اپیل ہونا لازم ہے اور یہی وفاقی شرعی عدالت نے بھی کہا۔ (جناب! اگر آپ یہ گزارشات سن لیں تو آپ وزرا کے لئے میں بڑی اہم بات کرنے والا ہوں) اور میں آپ کو اس کی وجوہات بتاؤں گا کیوں آدھے میں یہ law سپریم کورٹ suspend کر دے گی ۔ آپ پاس بھی کر لیں۔ میں ابھی آپ کو بارہ وجوہات بتاتا ہوں اور بالکل suspend ، فوراً معطل ہو گا ۔ آپ کس سے جھگڑا کرنے جا رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر ساری بنیاد رکھی ہے ۔ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ہے ۔ Pakistan V/S the general public ۱۹۸۹ میں یہ فیصلہ سنایا گیا ۔ اس فیصلے میں قطع نظر اس کے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ آرمی ایکٹ کے متعلق تھا لیکن اگر broad principles عمومی اصول اگر کسی سپریم کورٹ کے فیصلے میں وضع کر دیئے جائیں تو وہ بھی نظیر بنتے ہیں اور اچھی نظیر بنتے ہیں ۔ ان پر بھی چلنا عین آئین کے مطابق ہے ۔لیکن آپ دیکھیں کہ وزیر قانون اور پارلیمنٹیرین امور کے وزیر --- کل وزیر قانون صاحب نے قومی اسمبلی میں بڑی اچھی تقریر کی اور کہا کہ ہم اسلام کی وجہ سے کر رہے ہیں ہم سپریم کورٹ judgement کی وجہ سے لا رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب ! اگر آپ اس قانون کو دیکھیں ،جیسے کہ میرے بہت سے دوستوں نے کہا لیکن میں اس کی نشاندھی کر کے فوراً اس فیصلے پر جاؤں گا ۔ اس قانون کے تحت یہ نہیں بتایا ، انہوں نے اپنے باقی ممبران کو بھی نہیں بتایا ، بدقسمتی سے وہ بھی اس بات سے غافل ہیں ۔ میری طرح غافل ہیں جیسے میں تھا ۔ جب تک کہ میں نے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو پڑھا نہیں ۔ اس میں لکھا ہے ۔

"An intra court appeal shall lie against the issuance of a show cause notice or an original including an interim order passed by a bench of the Supreme Court in anycase including a pending case".

جیسے کہ پہلے اقبال حیدر صاحب نے کہا ۔ تین مراحل پر اپیل ہو سکتی ہے ، اگر عدالت شو کاز نوٹس کرتی ہے تو ان کے مطابق اپیل ہو سکتی ہے ، اگر کوئی عبوری فیصلہ کرتی ہے ، حتمی نہیں عبوری تب بھی اپیل اور اگر فائنل فیصلہ کرتی ہے ، حتمی فیصلہ کرتی ہے تو اس کے خلاف بھی اپیل ، لیکن سپریم کورٹ نے کیا کہا کہ اپیل لازم کہاں ہے ۔ کیا خالد انور صاحب نے یا محترم وزیر پارلیمانی امور نے ہمیں یہ تاثر نہیں دیا کہ جو یہ کرنا چاہ رہے ہیں ، کیا وہ سپریم کورٹ کے

ہدایات کے مطابق ہے ، بہت تاخیر کے بعد کر رہے ہیں - یہ رولنگ ان کو بہت تاخیر کے بعد یاد آئی ہے - رولنگ کس وجہ سے یاد آئی ہے ؟ میں اس پر آتا ہوں -لیکن جناب ! اس کے فیصلے میں جو operative part ہے ، وہ آپ ملاحظہ کریں کہ اس میں جناب جسٹس نسیم حسن شاہ ،جنہوں نے ساری عدالت کے لئے یہ فیصلہ تحریر فرمایا

But we would not express any opinion on that point and consider that even if the court of appeal provided for hearing appeal against the decisions of the Court Martial, who are sentenced to *Hadd* under the Islamic Law are empowered to hear appeals against the convictions for other serious offenses that the fact would stand remove.

آگے فرماتے ہیں the need for testing the correctness of a decision which results اور میں امید کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کے باقی فاضل ممبران یہ سنیں گے ، اس بنیاد پر آپ ایک عمارت کھڑی کر رہے ہیں ، کیوں نہیں سپریم کورٹ اس عمارت کو مسمار کرے گا خاص کر شو کاز نوٹس کی حد تک یا interim order کی حد تک کہ need for testing the correctness of a decision which results in the depriviation of liberty and also livelihood would obviously be greater. یعنی جب تک کوئی حتمی فیصلہ عدالت نہیں کرتی، اس سے پہلے لازم نہیں ہے- اس فیصلے کی رو سے کوئی ہدایت سپریم کورٹ کی جانب سےمتصور نہیں کی جا سکتی کہ جناب!ہمیں یہ سپریم کورٹ کی ہدایت ہے کہ ہم اپیل کریں، یوں تو ہم اپیل کے لئے قانون بنائیں، کل یہ کہیں گے میں عدالت میں استغاثہ دائر کرتا ہوں اس کے خلاف اپیل ہو، پھر وہ عدالت استغاثے کو examine کرتی ہے ، اس کے خلاف اپیل ہو، پھر وہ استغاثے پر دوسرے فریق کو نوٹس دیتی ہے ، اس کے خلاف اپیل ہو، پھر وہ پہلے دن حاضر ہوتا ہے اور عدالت سات دن کی تاریخ دیتی ہے اس کے خلاف بھی اپیل ہونی چاہیئے، کیوں نہیں ہونی چاہیئے- پھر عدالت کہتی ہے یہ آپ پر فردجرم لگ گئی اس کے خلاف بھی اپیل ہو، پھر وہ عدالت گواہوں کی فہرست مانگتی ہے اس کے خلاف بھی اپیل ہو، پھر گواہ پہلے دن آ کر اپنا بیان دیتا ہے ، جرح محفوظ ہوتی ہے، اس حکم کے خلاف بھی اپیل ہو- یہ تو مذاق بنا رہے ہیں، مذاق کیوں بنا رہے ہیں کیونکہ ایک شوکازنوٹس جاری ہوا پہلی نومبر کے بعد اور اس تاریخ کا بھی ذکر ہے- جناب

چیئرمین ! ایک شوکاز نوٹس جاری ہوا ہے یعنی ایک کے مقدمے کے لئے ان کی نیت یہ قانون بنانے کی ہے اور اگر ان کی نیت ایک مقدمے کے لئے یہ قانون بنانے کی ہو تو جناب چیئرمین ! آپ کو علم ہے ، آپ جانتے ہیں کہ فوجی فاؤنڈیشن کیس میں سپریم کورٹ نے ، شاید وزیر پارلیمانی امور واقف نہیں ، یقیناً واقف ہوں گے ، سینئر وکیل ہیں ، 1983 ء کا مقدمہ ہے ، اس میں سپریم کورٹ نے یہ معاملہ کہ malice cannot be attributed to the legislature اس معاملے کو بہت reduce کیا ، اس اصول کو بہت کمزور اور کم تر کر دیا ہے کیونکہ اگر malice ہے ، اگر case specific ہے ، اگر ایک شخص کے واسطے ہے یا ایک مقدمے کے لئے ہے اور اس کے ذریعے آپ کوئی قانون سازی کرنا چاہ رہے ہیں تو جناب چیئرمین ! میں یہ سمجھتا ہوں اور میں باقی وجوہات عرض کروں گا کہ یہ قانون آدھے گھنٹے کے اندر اندر اور مجھے کسی نے یہ جتایا -----

جناب چیئرمین - یہ مناسب نہیں ہے to predict towards the Supreme Court کیا کرتی ہے سپریم کورٹ وہ ان کی مرضی ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن - جناب چیئرمین ! میں یہ کہتا ہوں ، میں یہ predict نہیں کرتا ہوں کہ سپریم کورٹ کرے گا یا نہیں کرے گا۔ میں آپ کو وہ بارہ سقم بتا دیتا ہوں جو اس قانون میں ہیں ، جو ہاؤس کو پتا ہونے چاہئیں۔ سپریم کورٹ suspend کرے یا نہ کرے۔ میرے خیال میں کرے گا لیکن اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ میں یہ گزارش دوسری طرح کر دیتا ہوں تا کہ اس میں سپریم کورٹ کا معاملہ نہ آئے اور بزرگان یہ سنیں جو ہم قانون پاس کر رہے ہیں اور اس قانون کے اوپر انہوں نے اسلام کا ایک لبادہ چڑھایا ہے 'ہلکا سا ململ کا' اس میں سے جسم صاف نظر آ رہا ہے کہ اس کے نیچے نیت کیا ہے۔ It is the thin veil of Islam that is being used اور جناب چیئرمین ساری بات ویسے

بات اپنی انا کی ہے ورنہ
یوں تو دو ہاتھ پر کنارہ ہے

مگر یہ اب ادھر چل کر جانا نہیں چاہ رہے ، ٹکر لینا چاہ رہے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو سقم ہے ، میں point-wise عرض کر دیتا ہوں ، میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ اس وقت حقیقتاً اکتائی اکتائی نظروں سے میری جانب دیکھ رہے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا

ہوں۔ پہلی بات یہ ہے۔ اس میں سقم یہ ہے۔ اب یہ سمجھیئے کہ اگر کسی proceeding میں بھی، کسی ایسے فورم میں یہ جائزہ لینا ہو کہ یہ قانون درست ہے کہ نہیں ہے۔ تو جناب پہلی چیز وہ ہوگی کہ وہاں وزیر پارلیمانی امور نے اس فورم میں اور محترم وزیر قانون نے قومی اسمبلی میں کیا فرمایا ہے، اتفاق سے ہم نے وہ بھی سنا۔ تو انہوں نے فرمایا یہ ہے کہ یہ سپریم کورٹ کی ججمنٹ، میں عرض کر چکا ہوں۔ پہلے کا انحصار اس سپریم کورٹ کی ججمنٹ پر کیا۔ وہ سپریم کورٹ کی ججمنٹ ان کو جواز مہیا ہی نہیں کرتی اس قانون کے لئے۔ دوسرا جناب چیئرمین، اس سپریم کورٹ کی ججمنٹ کی تاریخ ۱۹۸۸ء ہے۔ آج ۱۹۹۸ء ہونے والا ہے۔ ۱۰ سال کی تاخیر کے بعد یکدم کیا ہو گیا کہ ان کو یہ ججمنٹ یاد آ گئی۔ سپریم کورٹ کی ججمنٹ تو لاء منسٹری کے سامنے ہر وقت ہونی چاہیئے۔ لاء منسٹر صاحب کو پہلے ملزم بننا تھا۔ پھر ان کو یہ ججمنٹ یاد آئی تھی۔ پھر دھوپ لگی تھی پھر ان کو سپریم کورٹ کی چھتری یاد آئی تھی۔ سپریم کورٹ ہی کی چھتری اور سپریم کورٹ ہی کی جڑیں کاٹنے کے لئے یہ استعمال کرنا چاہیں۔ تو جناب دوسرا یہ ہے کہ یہ جو ان کا مدعا ہے، ان کا استدلال ہے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو، بس ایکدم ہمیں خیال آیا ہے کہ اللہ میاں! اسلام کی خدمت کرنی بڑی ضروری ہے اور سپریم کورٹ نے کہا ہے۔ یہ کوئی تسلیم نہیں کرے گا جناب۔ پھر اس قانون میں دیکھیئے کس قدر ان کے عزائم واضح ہوتے ہیں۔ ڈھکے چھپے نہیں، کوئی دستانے انہوں نے پہن نہیں رکھے ہیں۔ اس پر اپنے سیدھے فنگرز پرنٹ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ان کے جو نقش پا ہیں وہ ایک ہی جانب جاتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ واپس آتے نظر نہیں آتے کہ ان کے پاس کوئی صفائی کا موقع بھی ہو۔ میں گیا تھا پر آ گیا۔ واپس یہ ادھر ہی جا رہے ہیں۔ بلکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کسی ایسے گھر کی جانب یہ جا رہے ہیں جس گھر سے اتنی جلدی واپسی کا امکان نہیں ہوتا۔ لیکن ہم سب کو لیے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! کہتے ہیں .including a pending case یعنی پہلی نومبر بھی، pending case بھی اور کیوں pending case، کیونکہ ایک pending case ہے جس کی وجہ سے یہ سارا معاملہ، یہ سارا problem ہمارے سامنے کھڑا کیا گیا ہے۔ پھر جناب سیکشن ۱۰ کو، جس میں یہ ترمیم کرنا چاہ رہے ہیں۔ اگر اس سیکشن ۱۰ کو Contempt of Court Act, 1976 آپ دیکھیں تو یہ اس طرح لگتا ہے کہ جس طرح ریشم میں آپ نے کوئی کھدر کا پیوند لگا دیا ہو۔ یہ اس طرح لگتا ہے کہ انہوں نے بیچ میں کچھ ایسا کیا ہے۔ اب دیکھئے یہ جو سارا سیکشن ہے۔ اس سیکشن میں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین ، جی فرمائیے۔

چوہدری اعتزاز احسن ، جناب چیئرمین! ڈر لگتا ہے کہ کسی دن اسی طرح ہمیں اطلاع آئے گی۔ یہاں انہوں پہنچا دیا ہے معاملات کو۔ کھائی کے اتنے قریب لے گئے ہیں۔ اسی طرح اطلاع آئے گی اور ہم برخاست ہوکر باہر ہوں گے۔ میاں صاحب کے گلے مل رہے ہوں گے کہ پھر پتہ نہیں کب ملتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اب میں یہ عرض کررہا ہوں اور یہ ہمارے فاضل دوست سب کہیں گے کہ اعتزاز احسن سچ بولتا تھا۔ سب اس روز کہیں گے کہ کاش اس کی سنی ہوتی۔ کاش ہم نے آہنی ہاتھ اس وقت روکا ہوتا جب یہ آہنی شکنجہ بن کر عدلیہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اتفاق آخر کار آہن کا کارخانہ ہے۔سیاست کا گھر نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! بد قسمتی یہ ہے۔

from an original order passed by the High Court under this Act and appeal shall lie to the order, if the order is passed by a single judge to a division bench, if passed by a division bench and appeal shall lie to the Supreme Court from an order passed by a division bench of the High Court and appeal against that order passed by a single judge. An appeal under sub-section (1) of sub-section (2) shall be file A and B...

جناب چیئرمین! اس سکیشن میں آپ دیکھیں، ان کی نیت کسطرح ظاہر ہوتی ہے، یہ کس طرح عدلیہ میں دراڑیں ڈالنا چاہتے ہیں۔ صرف ایک مقدمے کی خاطر ، اور کیسے واضح ہوتی ہے، اس section میں کہیں کسی شو کاز نوٹس کے خلاف تو اپیل کا کوئی حق نہیں ہے۔ کسی interim order کے خلاف تو اپیل کا کوئی حق نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کو علم ہے بہت کم ایسے قانون ہیں، شاذ و نادر ہی کوئی ایسا قانون ملے گا اور یقیناً سینیٹر آفتاب شیخ صاحب بھی اس کی شہادت دیں گے کہ شاذ و نادر ہی ایسا کوئی قانون ملے گا جہاں فائنل حتمی آرڈر کے علاوہ، interim order کے خلاف بھی اپیل ہو، revision ہو سکتی ہو گی، یعنی نگرانی ہو سکتی ہو گی ، اس کے خلاف نظرثانی کی درخواست ہو سکتی ہو گی، لیکن اپیل RFA against order بہت ہی محدود ہے ، سول پروسیجر کوڈ، ضابطہ دیوانی میں بہت ہی محدود اس کا دائرہ ہے۔ یہاں عبوری حکم نہیں، وہ تو پھر عدالت کا حکم ہے۔ یہاں تو شو کاز نوٹس کے خلاف اپیل ہے۔ اس سیکشن 10 میں

پہلے شو کاز نوٹس کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہے۔ شو کاز نوٹس کے بارے میں، میں جناب آفتاب شیخ صاحب کو یہ چیلنج کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے اس قانون کے حق میں تقریر کی ہے۔ اقبال حیدر صاحب نے تو فرمایا ہے کہ English Jurisdiction, American Jurisdiction, مجھے پاکستان میں ایک قانون دکھا دیں، جس میں شو کاز نوٹس کے خلاف اس کے علاوہ اپیل کا حق دیا گیا ہو، رٹ ہو سکتی ہو گی، that is constitutional jurisdiction ، ایک دکھا دیں جس میں شو کاز نوٹس کے خلاف ، وزیر پارلیمانی امور اس قانون کو violate کر رہے ہیں، خدارا ایک قانون، ایک نظیر دکھا دیں، ایک نظیر بھی اس لئے نہیں ہے کہ اس سے پہلے کوئی قانون ایک ایسے وزیر اعظم کے لئے جس پر توہین عدالت کا الزم لگا ہو، میں نہیں کہتا ہوں کہ کی ہے ، یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے، جس پر توہین عدالت کا الزام لگا ہو، جس کو توہین عدالت کا شو کاز نوٹس ہوا ہو، اس کی جماعت ایک دم اس کے ساتھ ڈوبنے کے لئے "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے" یہ میاں صاحب تو ایسے چل رہے ہیں، یہ ساری جماعت اس کے لئے ایک دم آ جائے اور ایسے قوانین بنانے شروع کر دیں ، چاہے عدلیہ پر اس کا کچھ بھی اثر ہوتا ہو، اتفاق گھرانے کو بچانے کے لئے قوانین بنانے شروع کر دیں۔ جناب چیئرمین! ہمارا فرض نہیں ہے اتفاق گھرانے کو بچانا اور خاص کر آپ اتفاق گھرانے کو بچاتے بچاتے، انہوں نے اپنے بہت سارے کام کر لئے ہیں، ان کے پاس بہت سارے اثاثے ہیں، ان کو بچاتے بچاتے آپ خود جائیں گے اور یہ ہاؤس بھی جائے گا اس دفعہ۔ صرف وہی نہیں جائے گا جو جائے گا لیکن جناب چیئرمین! ایک اور بات میں آپ کو عرض کروں، بھائی صاحب میں توہین عدالت کے قانون سے آپ سے بہتر واقف ہوں اور میری زبان سے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں نکلے گا، میں اپنی منشا کا، اپنے خیال کا، اپنے ذہن کا اظہار کروں گا لیکن انشاء اللہ تعالیٰ توہین عدالت تو کیا کسی کی بھی توہین نہیں کروں گا۔ پارلیمانی زبان اور لہجے سے ہٹ کر میں بات نہیں کروں گا اور اگر آپ بھی کچھ ایسا ہی رویہ اپنا لیا کریں تو بہتر ہی ہو گا۔

جناب چیئرمین! چھٹی جو وجہ ہے اس میں وہ absurdity ہے جس کا رضا ربانی صاحب نے ذکر کیا، میں دہرانا نہیں چاہتا کہ اگر مجھے شو کاز نوٹس ہوا ہے، pendig case ہے اور میں نے قبضہ کیا ہوا ہے کسی زمین پر، اس پر میں کوئی پلازا بنانا چاہتا ہوں ، کسی غریب بیوہ کا کوئی پلاٹ ہے، میں نے قبضہ کر لیا ہے، میں جا کر اپیل فائل کر دیتا ہوں شو کاز نوٹس کے خلاف، وہ

automatically suspend ہو جائے گا۔ پھر اب 16 جج بیٹھیں گے یا 15 فاضل جج صاحبان بیٹھیں گے اس ایک کیس کے لئے۔ چیف جسٹس صاحب سارے بنچز سے جج صاحبان کو طلب کریں گے اور کہیں گے کہ اب اس کا ہم فیصلہ کرتے ہیں۔ جب کارروائی شروع ہو گی' اس سے کیا ہو گا؟ اس سے امداد ملے گی عدالت کے احکامات کو defy کرنے میں' ان کی خلاف ورزی کرنے کی' یہ رضا نے بات نہیں کی' میں نہیں بات عرض کر رہا ہوں' کیوں؟ میں کہتا ہوں کہ میں نے قبضہ کر لیا ہے' میں پلازا بنا لینا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ نے stay لے لیا ہے تو میرے لئے وہ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ آپ نے stay کیا لیا ہے' میں نے stay defy کر دیا دیا ہے' stay defy ہو گیا ' آپ سپریم کورٹ کے پاس تشریف لے کر جائیں گے کہ آپ کا دیا ہوا stay defy ہو گیا ہے' اس کی خلاف ورزی ہو گئی ہے' وہ تو قبضہ گروپ ہے' وہاں تو پلازا بنایا جا رہا ہے' وہاں تو دس منزلیں کھڑی ہو گئی ہیں' سپریم کورٹ نے شو کاز نوٹس جاری کر دیا' میں نے اپیل کر دی۔ اب پندرہ سولہ جج بیٹھیں گے ' اس وقت تک بیس منزلیں بن چکی ہوں گی۔ عدالت بھی کہے گی کہ چلو یار جانے دو' کیا ہے ' دیکھو' کوئی صلح کرو' کیا کرے گی عدالت؟ ان بیس منزلوں کو عدالت مسمار تو نہیں کرے گی۔ کیا کرے گی؟ کیوں یہ ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ لہذا ایک لاء malafide ہے ایک

malafide in the purpose to which it can be put, patently, اور دوسرا malafide intent manifestly, اور آج ہم یہ آپ کو عرض کر رہے ہیں کہ خدارا ! یہ نہ پاس کرائیں' یہ strike down ہونے والا قانون ہے۔

پھر ساتویں گزارش کہ اس میں bench tailoring, manifest bench tailoring کی بو آتی ہے' اور اگر آپ اس کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ اور کوئی مسئلہ اس میں نہیں ہے تو خدارا ! اپنے وزیر قانون صاحب کی وہ بحث ملاحظہ فرمالیں' جیسے شیخ رفیق صاحب نے کہا کہ larger bench ہو' میری اس گزارش کے پیچھے ایک معاملہ یہ تھا کہ حاجی سیف اللہ صاحب کے کیس میں بارہ ججز تھے' میاں نواز شریف صاحب کے کیس میں بارہ ججز تھے' خواجہ طارق رحیم صاحب کے کیس میں بارہ ججز تھے' آفتاب احمد شیرپاؤ کے dissolution case میں فل کورٹ تھا۔ میں نے کہا جناب وہ اس لئے کہ یہ تسلسل چل رہا ہے' اگر آپ نے اسے distinguish کرنا ہوا تو آپ فل کورٹ بٹھائیں۔ خالد انور صاحب نے کہا کہ یہ contempt ہے کہ اپنا بنچ tailor کروانے کی کوشش کرنا' پورے کورٹ کو کہنا کہ پورا کورٹ بیٹھے یا

اتنے جج بیٹھیں، یا remaining judges بیٹھیں، یہ توہین عدالت ہے کیونکہ یہ موجودہ بنچ پر ایک طرح کا عدم اعتماد ہے۔ تو جناب چیئرمین! یہ وہی کام کر رہے ہیں جن کو خود یہ جرائم کہتے رہے ہیں۔

آٹھویں گزارش میں کرنا چاہتا ہوں جناب اور یہاں بھی یہ جو بے نظیر بھٹو صاحبہ کے کیس میں ہم نے ایک بل لانا چاہا تھا، آپ کو یاد ہو گا۔ اس بل کے متعلق سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا، نہ لاءمنسٹر صاحب نے پڑھا ہے، نہ پارلیمانی افیئر کے وزیر نے پڑھا ہے اور لاءمنسٹر صاحب اس میں خود وکیل تھے۔ جب ہم وہ بل لانا چاہ رہے تھے، تھوڑی سی انہوں نے گنجائش کی ہے کہ جا کر صدر صاحب سے مل کر آئے ہیں، ان کو ضرور بل دکھایا ہو گا کیونکہ اس judgement میں ہم پر یہ الزام لگ گیا تھا کہ ہم نے وہ بل صدر صاحب کو دکھایا نہیں، صدر صاحب اس وقت ترکمانستان یا ازبکستان گئے ہوئے تھے۔ ان کے لئے سمری بھیجی تھی پر وہ بیس تاریخ کو تشریف لائے اور یہ بل کچھ پہلے move ہو گیا، کچھ تاریخ کا فرق تھا۔ آرٹیکل 46 کا الزام لگ گیا، صدر صاحب کو تو یہ دے آئے، لیکن جناب چیئرمین! کابینہ کا کیا کریں گے، یہ تو سمری انہوں نے بنائی، 'Summary for the Cabinet' سترہ تاریخ کی اور سترہ تاریخ کو جہاں تک میرا علم ہے اگر یہ کوئی fudging نہ کریں، کابینہ کی کوئی meeting نہیں ہوئی ہے۔

آوازیں: ہوئی ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن: بے شک، بے شک، یہ اس طرح طوطے بولتے ہیں بہت سارے، میں ان کا کیا کروں، معذرت کے ساتھ جناب چیئرمین! ہمارے کلچر میں طوطا بڑا اچھا لفظ ہے، "طوطیا من موہتیا" اس طرح کہا جا سکتا ہے اور وزیراعظم بھی ایسے ہی، مطلب یہ ہے کہ میں پیار سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن وہ ہے

"طوطیا من موہتیا توں اس گلی نہ جا، اس گلی دے جٹ برے، لیندے پھایاں پا"

ان کو یہ مشورہ دے رہے ہیں محاورے کی زبان میں۔ اب میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں جناب چیئرمین! کہ اگر یہ خالد انور صاحب کی پندرہویں ترمیمی بل پر یا اس پر وہ judgement پڑھتے، اس میں خاص طور پر انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہنگامی طور پر کابینہ کی meeting بلائی گئی، ہنگامی طور پہ اس کو وہاں پیش کیا گیا، ایک آدھ دن پہلے regular meeting کے طور پہ agenda circulate نہیں کیا گیا، بل circulate نہیں کیا گیا۔ اگر سترہ تاریخ کو کابینہ کی meeting

ہوئی اور سترہ تاریخ کو summary بنی تو ایک آدھ دن پہلے کا نوٹس ، جائز مناسب نوٹس نہیں دیا گیا۔ کاش آپ وہ فیصلہ پڑھ لیں جو سپریم کورٹ کے Judges نے دیا ہے کہ اس طرح یہ بل، اس بل میں بھی وہی سقم آ رہا ہے جو اس بل میں اس وقت سقم تھا۔

جناب ساتویں یا آٹھویں بات جو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چودھویں ترمیم یہیں ہم نے پاس کی، میں نے ان کی منت کی، میری تقریر کے دوران آپ کو یاد ہو گا کہ بہت ساری ترامیم پہ یہ راضی ہوئے اور پھر وہاں جا کے چوہدری نثار صاحب اور سرتاج عزیز صاحب تھے، ہم نے بیٹھ کے بنائے۔ میں نے ان کی جب بھی منت کی کہ خدارا اپیل کا حق رکھیں عدالت کے پاس، خدارا اپیل کا حق رکھیں، ابھی دو مہینے بھی نہیں ہوئے ہیں، ہم خود ایک ایسا قانون پاس کرتے ہیں جس میں ہم اپیل کا حق ہی نہیں رکھتے، اپیل کا حق ہی نہیں under Article 63-A to any court کسی عدالت کے رو برو اپیل کا حق نہیں ہے، اس ممبر کو جس کے خلاف اس کے لیڈر نے action لے لیا ہو اور آج ہم مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے یہ کہیں کہ ہمیں تو اپیل کا حق بڑا ضروری ہے، showcause notice کے خلاف بھی اپیل کیونکہ سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ عدالت کے سامنے پیشی ہونی بڑی ضروری، لازم ہے۔ ہماری اس ریا کاری پر کون یقین کرے گا۔ ہمیں یہ کہا جائے گا کہ آپ کی منافقت ہے اور منافقت پر مبنی قانون نہیں چل سکتا، جناب چیئرمین! منافقت پر مبنی فیصلے نہیں چلتے، قوانین نہیں چلتے، منافقت پر مبنی عمل نہیں چلتا، منافقت پر مبنی انسان ترقی نہیں کر سکتا، ملک ترقی نہیں کر سکتا ۔ اتنی منافقت۔ پھر جناب چیئرمین! میں ان کو پھر کہوں گا ، ان کے لئے بہتر ہے ایک جواب دعویٰ جو داخل کیا تھا ان کے Law Minister صاحب نے بے نظیر بھٹو صاحبہ کے case میں، میں اس کی detail میں نہیں جانا چاہتا، اگلے دن میں گیا تھا، خدارا وہ پڑھ لیں، please پڑھ لیں ، اس طرح پڑھیں جس طرح آپ کو کوئی کہہ رہا ہو کہ فلاں ناول پڑھ لو ، آپ اپنی دلچسپی کے لئے light reading کے لئے رات کو اپنے پلنگ کے ساتھ رکھ لیں ۔ اس میں سے روز چار صفحے پڑھ لیا کریں تاکہ وہ آپ کو refresh ہوتا رہے۔ ایمان سے آپ کو رات کی نیندیں نہیں آئیں گی کیونکہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں، وہ وہی کر رہے ہیں جو اس وقت کہا گیا تھا کہ نہیں ہونا چاہئیے۔ لگتا ہے اس کتاب کو آپ نے لیا ہے 200 صفحے کی کتاب ہے، خالد انور صاحب نے وہ کتاب لی ہے اور اس کے مخالف ایک ایک لائین ، اس کے مطابق انہوں نے کوئی time table بنا لیا ہے اور وہ اس کے خلاف آپ کو مشورہ دیئے

آ رہے ہیں۔

جناب میرا دسواں یا گیارہواں اعتراض --- میں نے نمبر note نہیں کئے ، جو میرا اعتراض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بل کی بدنیتی کے ثبوت کے طور پرہمارے خلاف ، اس ایوان کے خلاف پیش کیا جائے گا تو یہ ہے کہ جس سریع الحرکتی کے ساتھ ، جس جلد بازی کے ساتھ------ American rapid action فوج تھی ، وہ سریع الحرکت فوج ، یہ وزراء کی فوج اور یہ پارلیمنٹ بھی ایک سریع الحرکت فوج ہے ۔ میڈلن البرائٹ ایسے ہی نہیں آئی ، ان سے ہم نے یہ سیکھا ہے کہ ایک دم سریع الحرکت legislation, rapid deployment, rapid deployment force کے طور پر ---------- یہ تو midnight کو ، آدھی رات کو agenda بھی آگے جا رہا ہے۔

کیا اتنی ضرورت ہے کہ اس haste میں جو action' یہ اصول میرا وضع کردہ نہیں ہے ، یہ پریوی کونسل کا وضع کردہ ہے ۔ فیڈرل کورٹ پاکستان نے اس پر رولنگز دی ہیں ۔ اس پر فیصلے ہمارے سپریم کورٹ نے دیئے ہیں اور کوئی آج کل کے جج نے صرف فیصلے نہیں دیئے کہ جن میں سےکسی ایک کے خلاف آپ کو کوئی گلہ ، شکوہ، شکایت ہو یا نہ ہو یہ فیصلے بہت عرصے سے چل رہے ہیں کہ جو جلد بازی میں کام کیا جاتا ہے بظاہر وہ بدنیتی پر مبنی ہوتا ہے اور پھر ضابطوں کو معطل کر کے آپ کیا بحث کر سکتے ہیں 'اس بل کے حق میں یا اس کے تحفظ میں کہ جب یہ آدھی رات کو نیشنل اسمبلی پاس کرتی ہے' صبح ساڑھے نو بجے سینٹ اور دو بجے تک 'ڈھائی بجے تک' تین بجے تک یہ یہاں سے بھی گزر کر ، سلام کرتے ہوئے آگے چلا گیا ہوگا ۔ ان پوائنٹس میں آخر میں عرض کروں جوسقم ہے اس کے بعد میں چند اور گزارشات پیش کروں گا ، وہ یہ ہے کہ یہ جو بل ہے یہ عدلیہ کے وقار پر ایک وار ہے ۔ کس طرح ۔ اس لحاظ سے سے کہ اس کی جو ٹائمنگ ہے ۔'اس کو جس ماحول میں لایا گیا ہے اور وزیر صاحب نے تو بڑا clearly ہی کہہ دیا ہے کہ there are peculiar circumstances. واضح نہیں کیے کہ کون سے peculiar circumstances پر 'پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے جناب چیئرمین ! کہ وہ کون سے peculiar circumstancesہیں اور میں آپ کو یہ عرض کروں کہ اس بل کو یہاں پیش ہی کرنا جناب مترادف ہے وزیر اعظم کے اقبال جرم کے ۔ یہ اقبال جرم ہے ۔یہ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ سپریم کورٹ کی انہوں نے توہین کی ہے اور آگے جو سپریم کورٹ فیصلہ کرے نہ کرے میں اس بل کو اس طرح لیتا ہوں 'یہاں لانے کا مقصد ہےکہ this is an admission of guilt by the

اب جناب چیئرمین ! ایک اور چیز دیکھیں۔ مجھے یہ دنیا میں بتا دیں ۔ شاید کوئی Prime Minister.
ایک، دو، چار مارشل لائی ضابطے ان کو ملیں گے جن میں یہ ہو گا کہ Provided that the operation of impugned show cause notice or order shall remain suspended until the final disposal of the matter in the manner hereinbefore provided.

جناب چیئرمین ! یہ حق اپیلٹ فورم کو ہوتا ہے کہ وہ suspend کرے یا نہ کرے ۔ یہ حق انہوں نے پارٹی کو دے دیا ہے فریق کو، ملزم کو، کیسے کہ اگر میں ملزم ہوں، میں عدالت کو جا کر کہوں اپیلٹ فورم کو ۔ جس کو اپیل سننے کا، سماعت کا حق ہے کہ جناب میرے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ۔ قانون سے ماوراء میرے ساتھ سلوک ہو رہا ہے ۔ یہ میں نے توہین عدالت کی نہیں ۔ میں تو تھا ہی نہیں اس روز اسمبلی میں supposing میں بولا ہی نہیں ۔ پھر میری یہ بات کیوں کی ۔ اس لیے یہ کورم non-judice ہے۔ اب عدالت کا یہ حق ہے کہ فیصلہ کرنا کہ اس کو معطل کرنا ہے کہ نہیں ۔ یہ حق مجھے دے دیا جو خود ملزم ہے اور ملزم کیسا بھی ہو وہ جا کر عدالت کے ڈبے میں یہ اپیل ڈال دے اور شوکاز نوٹس معطل۔ وزیر اعظم یہ چاہتے ہیں کہ یہ شوکاز نوٹس، ان کے خلاف جو آیا ہے وہ پروسیڈنگ معطل ہو ۔ اور ہم کیا کر رہے ہیں ۔جناب چیئرمین یہ ہم جوڈیشل لیجسلیشن کرنے جا رہے ہیں اور یہ بات بہت غلط ہو گی ۔ یہ malafide ہو گی کیونکہ اس کی وجہ سے یہ حق دیا جا رہا ہے contemners کو جو contemners اس ہاؤس کے ممبران ہیں۔ ان کو یہ حق دیا جا رہا ہے کہ پہلے خدانخواستہ میں اس کو مشروط طور پر کہتا ہوں کہ پہلے انہوں نے contempt کی ۔یہ میرا مطلب ہے کہ بات کرنے کی وجہ سے کر رہا ہوں ۔یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے کرنا ہے ۔ پہلے انہوں نے contempt کی ۔ پھر contempt کے خلاف کارروائی شروع ہوئی تو اپنے ہاتھ میں ہی رکھ لیا کہ کارروائی چلے گی کہ نہیں چلے گی اور کون سے ججز چلائیں گے ۔ یہ آپ لوگ جوڈیشل لیجسلیشن کر رہے ہیں اور جب آپ جوڈیشل لیجسلیشن کرتے ہیں جناب چیئرمین ! اس کے فیصلے آپ پتہ ہے برائم البیرن کے بھی ہیں۔ اس پر فیصلے Lord Diplop کے بھی ہیں۔ اس پر فیصلے Lord Denning کے بھی ہیں ۔ اور اس پر انڈیا میں بھی فیصلے آئے ہیں اندرا نہرو گاندھی کے کیس میں ۔ ڈائریکٹ یہ کیس ہے کہ جب عدالت، یہ ایوان عدالت بن جائے اور عدالت کے اختیار کو سلب کرے کسی خاص مقدمے میں جو directly اس میں affect ہو رہا ہے تو جناب چیئرمین وہ قانون معطل نہیں ہوگا تو اس میں کیا ہوگا شاید آدھا گھنٹہ بھی نہ لگے

اس کو معطل ہوتے۔ کیوں ایسا قانون پاس کرتے ہو ' خدا کے واسطے اور تصادم آپ چاہتے ہیں۔ ابھی دو چار منٹ میں اور لوں گا۔

جناب چیئرمین۔ اعتراز صاحب کافی وقت ہوگیا ہے wind up کر لیں۔

چوہدری اعتراز احسن۔ جناب چیئرمین یہ اور مزید تصادم دیکھیں میں صرف کیا چاہتا ہوں ۔ شاید ' آپ کی نیت پر خدا کی قسم کوئی شک نہیں ہے مجھے اور کوئی شک کرنے والا بھی نہیں ہے شاید آپ کو بھی فائدہ ہو اگر یہ ہاؤس چلا جائے۔ آپ کے لئے پتہ نہیں اور کیا کیا فیصلے ہیں آسمانوں پر لیکن خدا کے واسطے انہیں سمجھائیں ' پھر بھی سمجھائیں ' مجھے پتہ ہے آپ سمجھاتے رہے ہیں ' آپ نے ان کو بار بار مشورہ دیا ہے کہ تصادم کی راہ چھوڑ دیں۔ یہ قانون عدلیہ پر نہیں ٹھہر سکتا اور کرتے کیا ہیں جناب چیئرمین ' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ ذرا دیکھیں ' آخری گزارش ہے میری۔ رضا صاحب نے پہلے کہہ دیا گورباچوف کے حوالے سے کہ یہ تو سسٹم سارے کو لے جائیں گے ۔ایک بڑی کشتی میں ایک بڑی بھاری وقعت ہے وزیراعظم کی ' ان کے پاس مینڈیٹ ہے ' ان کے ساتھ لوگ ہیں ' ان کے ساتھ ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ وہ سسٹم کی کشتی میں بہت بھاری شخصیت ہیں اور ڈر یہ ہے کہ اتنے بھاری ہیں کہ وہ ڈوبے تو کشتی کو ساتھ ہی لے کر ڈوبیں گے ۔ خدا کے واسطے ! ان کے پاؤں پکڑ کر ان کو مناؤ ' ان کو کہیں انا کا مسئلہ نہ بنائیں ۔ یہ کیا کہ میں بس افسوس کا اظہار کرتا ہوں ۔ بھائی قانون کچھ کہتا ہے ' قانون کے ساتھ چلو ' یہ کیا آدھا یوں اور آدھا یوں خدا کے واسطے

آدھی ریت کے باہر ہوں میں آدھی اندر گڑی ہوئی ہوں
آدھی مان گئی ہوں اس کی آدھی بات پہ اڑی ہوئی ہوں

یہ آدھی بات پہ اڑنا جناب چیئرمین ' اس طرح قوانین--- میں ختم کرنا چاہ رہا ہوں جناب یہ آدھی بات پر اڑنا جو ہے کہ ------

Mr. Chairman :It is not proper to comment on defence in the Supreme Court I think you are...........

چوہدری اعتراز احسن۔ میں نے انتہائی احتیاط کی ہے ---

جناب چیئرمین۔ اب wind up کرلیں وقت بہت ہو چکا ہے آپ کا -----

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں ایک اور بات آپ کو بتاتا چلوں جناب چیئرمین، جو بڑی دکھ کی بات ہے اور مجھے یہ ڈر ہے ، خدشہ ہے ، اندیشہ ہے ، مجھے یہ وسوسہ ہے جناب چیئرمین ، کہ یہ سب دوست جو آج ہنس ہنس کر پھبتیاں کس رہے ہیں، یہ مہینے ڈیڑھ تک یاد کریں گے میری باتیں اور اس وقت تک یوں محفل میں اکٹھے کبھی شاید موقع ملے بیٹھنے کا ، نہ ملے اور یہ اس وقت کہیں گے کہ کاش اعتزاز احسن کی باتیں سن کر نوازشریف کے ہاتھ کو ذرا سا روکا ہوتا، کیا تھا ، ایک وزارت چلی جاتی ۔ اقبال حیدر کی بھی وزارت گئی تھی، کیا ہوا ایک وزارت چلی جاتی مگر اپنے فرائض تو ادا کرتے یہ اس وقت اپنے ضمیر کو جھنجھوڑیں گے اور آج ان کا کیا موڈ ہو گیا ہے جناب چیئرمین ڈر لگتا ہے جو آج سپریم کورٹ میں واقعہ ہوا ہے اس کے بعد---

جناب چیئرمین۔ خیر وہ دیکھ لیں گے اخباروں میں آجائے گا کل ---

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین میں ان کو یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں آخری گزارش ---

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے wind up کریں ڈھائی بجنے والے ہیں ---

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب یہ ڈھائی کے ساڑھے چار بھی بجنے چاہئیں ۔ اتنی جلدی نہیں پاس ہونا چاہیئے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں جناب ، یہ جو ان کی آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو بلڈوز کردینا ہے ہم نے ہر چیز کو تباہ کر دینا ہے، ہمیں کون ہے پوچھنے والا ۔ اور اگر کوئی وہاں پیش بھی ہو رہا ہے اس کا بھی نعرہ ہوتا ہے ہم ہیں، ہم ہی ہیں جو سارا مینڈیٹ لے کر آئے ہیں اور عوامی نمائندے ہیں اور پارلیمنٹیرین ہیں ۔ یہ جو خواہشات ہیں جناب چیئرمین، میاں صاحب کی اور ان کے ساتھیوں کی کہ

گلیاں ہو جان سنیاں وچ مرزا یار پھرے

انشاء اللہ اس ملک میں تو یہ نہیں ہو سکے گا ۔ اس ملک میں یہ اداروں کو مسمار نہ کر سکیں گے نہ ہم ان کو یہ اجازت دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ وزیر پارلیمانی امور، محمد یاسین خان وٹو۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! حزب اختلاف نے اختلاف کرنے کے

حق کو بہت بھرپور طریقے سے استعمال فرمایا ہے۔ رات قومی اسمبلی میں بھی حزب اختلاف نے اس بل کی مخالفت میں بھرپور تقریریں کی ہیں ۔ انہوں نے اس بل پر جو محنت فرمائی ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں لیکن ان کی کئی باتوں سے میں اختلاف کروں گا یہاں میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چیز جو ضروری ہے یعنی اپیل کا حق جو نہیں تھا اور فاضل قائد حزب اختلاف defection clause پر خود اس چیز پر بڑی تقریریں فرما رہے تھے اور ان کی اس تقریر کی تجویز کے طور پر ہی اس defection clause میں لیڈر آف دی پارٹی کے پاس ممبر کو اپیل کا حق دیا گیا تھا ۔ آج اس بات پر مجھے دکھ ہے کہ وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ اصولی طور پر یہ بات درست ہے کہ ہر شخص کو اپیل کا کم از کم ایک حق دیا جانا چاہیئے اور ساتھ ہی انہوں نے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو جس کا میں نے ذکر کیا اس کو اس طریقے سے interpret کرنے کی کوشش کی اس سے گویا کوئی اورمعنی نکلتے ہیں اور ساتھ میرے فاضل دوست مولانا صاحب تشریف فرما نہیں ہیں وہ بل کی مخالفت میں یہ بھی بھول گئے کہ وہ جو باتیں کر رہے ہیں وہ ہر لحاظ سے سپریم کورٹ کے فیصلوں کے خلاف ہیں اور فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلوں کے خلاف ہیں ۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے خلاف ہیں۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں سپریم کورٹ کے فیصلے کا ایک پورشن میں پڑھ کر بتانا چاہتا ہوں کہ right of appeal پر اسلام کا کس قدر زور ہے یہ citation کا صفحہ نمبر 12 ہے ۔

The Federal Shariat Court in its impugned judgement has also held that the right of appeal was recognized by the holy Prophet (peace be upon him).

Ch. Aitzaz Ahsan: Sir, this is again misinterpretation of the Supreme Court Judgement.

جناب چیئرمین۔ جو بھی ہے لیکن اگر ایک آدمی تقریر کر رہا ہو تو اس میں مداخلت نہ کریں۔ جب آپ کی تقریر میں کوئی مداخلت کرتا ہے تو again I feel concerned.

Ch. Aitzaz Ahsan: Sir, this is deliberate misinterpretation of the Supreme Court judgement. We walk out.

(At this stage the opposition walked out of the House).

(interruption)

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب والا! فاضل حزب اختلاف اراکین نے اپنی تقاریر کیں لیکن دکھ کی بات ہے کہ ان میں ان تقاریر کا جواب سننے کا حوصلہ نہیں۔ میں یہ جو عرض کر رہا ہوں اس میں اپنی طرف سے ایک لفظ بھی عرض نہیں کر رہا میں سپریم کورٹ کو quote کر رہا ہوں میں سپریم کورٹ نے observe کیا ہے۔

The Federal Shariat Court in its impugned judgement has also held that the right of appeal was recognized by the holy Prophet (peace be upon him) as well as by the Khulafa-i-Rashideen and discussed this question in great detail. Nothing has been shown to us in refutation thereof that barring the right of appeal does not offend against the injunctions of Islam, cannot be accepted.

ان میں اتنی جرات بھی نہیں کہ سپریم کورٹ کی اس observation کو حوصلے سے سن لیتے۔ جناب والا! ساری باتوں کا جواب ہے لیکن چونکہ فاضل ممبران صاحبان جانتے ہیں کہ وقت زیادہ ہو گیا ہے چنانچہ میں صرف ایک آدھ بات عرض کروں گا کہ ہم نے سپریم کورٹ کے اختیارات میں اضافہ کیا ہے۔ہم نے کسی قسم کا سپریم کورٹ کا اختیار لیا نہیں ہے نہ خدا نخواستہ ہمارے ذہن میں کوئی اس طرح کی تجویز ہے کہ ہم عدلیہ کے اختیارات کم کریں۔ہم نے اس بل کے ذریعے عدلیہ کے اختیارات بڑھائے ہیں لیکن اگر اس قانون پر عمل کے بعد کسی جگہ پر کوئی سقم نظر آیا یا کوئی کمزوری نظر آئی تو خوب سے خوب تر کا موقع ہر وقت حاصل ہے۔پہلے بھی قانون میں ترمیم ہوتی رہی ہے اگر کہیں کوئی سقم ہو گا تو وہ انشاء اللہ بعد میں ترمیم کے ساتھ دور کیا جاسکتا ہے۔ میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ بہت سارے میں نے نوٹس لئے تھے لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں مجبورا یہاں پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: O.K. It has been moved by Mian Muhamad Yasin Khan Wattoo, the Minister for Parliamentary Affairs that the Bill to amend the

Contempt of Court Act, 1976 [The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997], as passsed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The question is that Clause 2 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. The question is that Clause 1 which is short title, commencement and preamble form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 1 which is short title and commencement and the preamble do form part of the Bill. Next item No. 5 - Yasin Khan Wattoo Sahib

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I beg to move that the Bill to amend the Contempt of Court Act, 1976 [The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo, the Minister for Parliamentary Affairs that the Bill to amend the Contempt of Court Act, 1976 [The Contempt of Court (Amendment) Bill, 1997], be passed.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Bill stands passed.

اچھا جی اب اس کو کیا کرنا ہے، کس وقت تک کے لئے ایڈجرن کرنا ہے، کل تک کرنا ہے۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ آج شام چھ بجے کے لئے رکھ لیں جی۔

Mr. Chairman: O.K., the House is adjourned to meet again at 6 O'clock this evening.

(The House then adjourned to meet again at six of the clock in the evening ,the same day.)

(وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے وقت کافی ہو چکا ہے ' معاملہ کافی لیٹ ہو گیا ہے تو مناسب یہی ہے کہ adjourn کر دیا جائے۔ جی فرمائیے رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب چیئرمین صاحب ! of course, you are at fault neither is the Senate Secretariat لیکن آپ دیکھ لیں کہ treasury benches پر ایک بھی منسٹر موجود نہیں ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ہاؤس کو 6 بجے کے لئے ڈھائی بجے adjourn کروایا ' اب تقریباً آٹھ بج کر دس منٹ ہو رہے ہیں ۔ دوگھنٹوں کے بعد انہوں نے ہاؤس کو کہا ہے کہ اب آپ آ جائیں اور آپ چیئرمین صاحب آ کر ہاؤس کو adjourn کر دیں۔میں آپ سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ پچھلے چند دنوں میں جس طرح Houses of Parliament کو اور بالخصوص سینٹ کو حکومت treat کر رہی ہے اس سے تو ایسے لگتا ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا اپنا راجواڑا ہے ' جب چاہیں اس کو بلائیں' جب چاہیں اس کو prorogue کریں اور جو سینٹ کے ارکان ہیں وہ شاید اتفاق فونڈری کے مزدور ہیں یا یہاں پر رائے ونڈ کے ہاری بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب کہیں کہ کچہری کے اندر حاضر ہو جاؤ' تو ہم حاضر ہو جائیں' جب کہیں بھٹی تیز کرو ' ہم بھٹی تیزکر دیں۔جناب اس طرح تو پارلیمنٹ کی بالادستی نہیں چلتی ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ابھی تو حکومت میں اتنی courtesy نہیں کہ ایک وزیر ہی یہاں پر موجود ہوتا کہ آپ ہاؤس میں آ رہے ہیں just to show courtesy to you اور یہاں پر یہ explanation دے دیتے کہ جی ان وجوہات کی بناء پر جو ہم بل لانا چاہ رہے تھے ' وہ نہیں لا پا رہے' ابھی ہماری صدر کے ساتھ بات چیت چل رہی ہے یا نہیں چل رہی یا کیا difficulties ہیں۔ جناب کوئی نہ کوئی explanation تو ہاؤس کو دیں ' نہ آپ کو explain کیا کیونکہ جب ہم نے آپ سے 6 بجے رابطہ کیا ۔تو آپ کو بھی کچھ علم نہیں تھا۔ابھی نیشنل اسمبلی میں بھی یہی حال ہے' سپیکر صاحب نے بھی وٹو صاحب

سے کہا کہ For God's sake مجھے بھی بتا دیں کل بھی میں نے رات کو کھانا نہیں کھایا۔ تو جناب یہ صورتحال ہے ' پارلیمنٹ کی بالادستی کہاں ہے ۔ میں آپ سے request کروں گا کہ کل ہاؤس کے اندر آپ Ministers کو تھوڑا سا reprimand کریں کہ اس طرح سے پارلیمنٹ نہیں چلائی جا سکتی۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ۔ جی فرمائیے ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ ہم خود اس بات کے قائل ہیں اور سب لوگ چاہتے ہیں کہ یہاں وفاقی پارلیمانی نظام مضبوط ہو۔ پارلیمانی نظام چلانے کے لئے اس کے کچھ آداب بھی ہیں' اگر ان آداب کو ہم observe نہیں کریں گے جو کہ نہیں کر رہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ آج شفقت محمود صاحب نے کہا تھا کہ culture and some minds set the way of life یہ بالکل صحیح بات ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ Exactly جناب چیئرمین صاحب اس کے لئے اگر ہم Parliamentarians ہوں ' گورنمنٹ benches ہوں یا اپوزیشن ' اگر ہم خود ہی آداب کا خیال نہ رکھیں تو ظاہر ہے پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم جو کہتے ہیں کہ ہم اس سسٹم کو مظبوط کرنا چاہتے ہیں تو اس سسٹم کو مضبوط کرنے کی بجائی خودہی اس کو کمزور کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ چلیں اب کل کریں گے۔ دیکھیں بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ ہماری آپ سے یہ التجا ہو گی کہ حکومت کو تدبر سے کام لینا چاہیئے اور کوئی جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں اس کو منصوبہ بندی کے تحت کریں وہ زیادہ بہتر ہے' اس میں زیادہ grace ہوگا۔بجائے اس کے کہ haphazard ہو' اب تو ایسے نظر آ رہا ہے کہ ہر چیز haphazard ہے' کوئی plan نہیں ہے۔جو کچھ بھی وہ کرنا چاہتے ہیں کوئی قانون سازی کرنا چاہتے ہیں ' Constitution میں کوئی amendment کرنا چاہتے ہیں تو یہ کام وہ ایک planning کے تحت کریں۔ تو اس سے انہیں بھی کوئی دقت نہیں ہو گی اور ہمیں بھی ملک کے معاملات میں ان کا جو نقطہ نظر ہے یا جس طرح سے وہ ملک میں سسٹم کو چلانا چاہتے ہیں اس سے کچھ آگاہی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ۔ جی جناب اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ شکریہ جناب چیئرمین ! جناب چیئرمین میری گزارش صرف اور صرف آپ سے یہ ہے کہ آپ نے اجلاس 6 بجے بلایا ' اب ہمارے ان اداروں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ' یہ ایک مذاق بن کر رہ گیا ہے اور یہاں پر ہم پچھلے چند مہینوں سے یہ رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ supremacy of Parliament, sovereignty of Parliament, dignity of Parliament. آپ نے حکم کیا کہ 6 بجے اجلاس ہو گا ' ہم 6 بجے پہنچ گئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ حکومت کو اس بات پر مجبور کریں ' ان کو force کریں ' ان کو سمجھائیں بلکہ ان کو تنبیہہ کریں۔ آپ اس طریقے سے ہمیں بلاتے ہیں ' ہم اجلاس میں آتے ہیں لیکن اس سے لوگوں میں مایوسی اور ناامیدی پیدا ہوتی ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: So, the House is adjourned to meet again tomorrow at 3.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on 19th November, 1997 at 3.00 p.m.]